بہارستانِ اُردو

اُردو کی چوتھی کتاب

دی جموں اینڈ کشمیر اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

دی جموں اینڈ کشمیر اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

بہارستانِ اُردو

اُردو کی چوتھی کتاب

دی جموں اینڈ کشمیر اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

نظر ثانی وترمیم شدہ ایڈیشن

★ ناشر کی پہلے سے اجازت حاصل کئے بغیر اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ پیش کرنا، یادداشت کے ذریعے بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا یا برقیاتی، میکانکی، فوٹو کاپینگ، ریکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اس کی ترسیل کرنا منع ہے۔

★ اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جا رہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر اس شکل کے علاوہ، جس میں کہ یہ چھاپی گئی ہے یعنی موجودہ جلد بندی اور سرورق میں تبدیلی کر کے تجارت کے طور پر نہ تو مستعار دیا جا سکتا ہے، نہ دوبارہ فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جا سکتا ہے۔

★ کتاب کے اس صفحہ پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے، کوئی بھی نظر ثانی شدہ قیمت چاہے وہ ربر کی مہر کے ذریعے یا چپی یا کسی اور ذریعے ظاہر کی جائے، وہ غلط متصور اور نا قابلِ قبول ہوگی۔

نگران : اے۔ کے۔ سین ڈائریکٹر اکیڈمک جے اینڈ کے سٹیٹ بورڈ آف سکول ایجوکیشن

معاون : محمد جمیل دھنوروی

مؤلفین

بنیادی ایڈیشن

پروفیسر محمد زماں آزردہ، پروفیسر ظہور الدین، بشیر احمد ڈار

ترمیم شدہ ایڈیشن

پروفیسر اسد اللہ وانی
(شعبہ اُردو، جموں یونیورسٹی)

ڈاکٹر جوہر قدوسی
(اسسٹنٹ پروفیسر، ڈگری کالج بمنہ، سرینگر)

ڈاکٹر لیاقت جعفری
(اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ وومنز کالج، گاندھی نگر جموں)

محمد شفیع شاکر
(لیکچرر گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، حاجن)

ڈاکٹر عبدالحق نعیمی
(لیکچرر گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، پلانگھٹ)

روحی سلطانہ
(ٹیچر، زون گلاب باغ، سرینگر)

غلام نبی آتش (ریٹائرڈ لیکچرار)

ڈاکٹر عزیز حاجنی سابق ڈپٹی ڈائریکٹر اکیڈمک کشمیر ڈویژن

اشاعتی صلاحکار: ڈاکٹر رینو گوسوامی جوائنٹ سکریٹری پبلیکیشن

کمپیوٹر کتابت: TFC Computers مدینہ چوک، سرینگر 9419525103

سکریٹری جموں اینڈ کشمیر اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن نے اراولی آفسیٹ پریس میں چھپوا کر ٹیکسٹ بکس سیکشن سے شائع کیا۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
☆	پیش لفظ	05
۱۔	حمد	07
۲۔	اتفاق	11
۳۔	درخت کی فریاد	17
۴۔	سچا انصاف	23
۵۔	کہنا بڑوں کا مانو	31
۶۔	سیب	35
۷۔	تاج محل	37
۸۔	مٹی کا تیل	45

۹۔	شیخ العالمؒ	51
۱۰۔	تاروں بھری رات	58
۱۱۔	گاندھی جی	64
۱۲۔	راستہ چلنے کے قاعدے	72
۱۳۔	ہوائی جہاز	78
۱۴۔	بڑھے چلو	84
۱۵۔	حضرت بل	89
۱۶۔	لوئی پاسچر	96
۱۷۔	کسانوں کا گیت	103
۱۸۔	پانی	107
۱۹۔	عقل مند مچھیرا	113
۲۰۔	بچّہ اور جگنو	122

پیش لفظ

اُردو زبان کو ریاست جموں وکشمیر میں سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔ یہ زبان بہت پہلے سے سکولی نصاب میں ایک اہم مضمون کی حیثیت سے شامل رہی ہے۔ تاہم ہمیں اِس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اُردو کی نصابی کتابیں پچھلے کئی برسوں سے بلا کسی تبدیلی اور نظر ثانی کے رائج ہیں۔ ماہرینِ تعلیم اور اساتذہ کی متفقہ رائے ہے کہ نصابی کتابوں میں وقت کے بدلتے ہوئے تقاضوں اور تدریسی عمل میں ہو رہے نئے تجربات کے پیش نظر ترامیم مسلسل نظر ثانی اور حذف و اضافے کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ چنانچہ ہم نے اِس ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہوئے اپنے اکیڈیمک ڈویژن کو متحرک کیا۔ نصاب میں شامل اکثر مضامین کے تدریسی مواد کی ترتیب نو کا کام شد و مد سے جاری ہے اور مجھے اُمید ہے کہ درسی کتابوں کے نظر ثانی و ترمیم شدہ ایڈیشن اُن خامیوں سے بہت حد تک پاک ہوں گے جو پرانے ایڈیشنوں میں پائی گئیں تھیں۔

جہاں تک اُردو کی چوتھی کتاب کا تعلق ہے، اِس میں ماہرین اور اساتذہ کے مشورے

سے چار نئے مضامین درخت کی فریاد، سیب، حضرت بل اور پانی شامل کیے گئے ہیں۔ پرانی کتاب میں شامل چند مضامین کو حذف کیا گیا ہے۔ ہر مضمون اور نظم کے ساتھ دی گئیں توضیحات کو مفصل اور دلچسپ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ توضیحات وضع کرتے ہوئے ہمارے ماہرین اور اساتذہ کی یہ کوشش رہی ہے کہ طلبہ میں خود سوچنے کا شوق اور جذبہ پیدا ہو اور تدریسی عمل کسی بھی طرح بوجھل نہ ہو۔ میں اُن سبھی ماہرین اساتذہ اور اکیڈیمک ڈویژن و عملہ پبلیکشنز سے تعلق رکھنے والے اپنے ساتھیوں کا انتہائی شکر گزار ہوں جنھوں نے یہ کتاب قلیل وقت میں ازسرِ تشکیل دے کر قابلِ تحسین کام انجام دیا ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ کتاب میں رہی خامیوں اور کوتاہیوں کے بارے میں ہمارے اساتذہ، طلبہ اور علم دوست حضرات ہمیں ضرور مطلع کریں گے۔ ہم آپ کی صحت مند تنقید کو مسرّت سے قبول کر کے کتاب کے آئندہ ایڈیشنوں میں غلطیوں کو دور کرتے رہیں گے۔

ڈاکٹر شیخ بشیر احمد

چیرمین جے۔اینڈ۔کے اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

فیض کرم خالق غلام

حمد

اے دو جہاں کے والی
اے گلشنوں کے مالی
ہر چیز سے ہے ظاہر حکمت تری نرالی
تیرے ہی فیض سے ہے سر سبز ڈالی ڈالی
پتوں میں تیری سبزی پھولوں میں تیری لالی
سارا ہے کام تیرا
پیارا ہے نام تیرا

یہ خاک آگ پانی ہے تیری مہربانی
اونچے پہاڑ چپ ہیں دے کر تری نشانی
ہے دم قدم سے تیرے دریاؤں میں روانی
ہے فیض عام تیرا
پیارا ہے نام تیرا
ہر شئے میں ہم نے دیکھا تیرے کرم کا سایا
جس جا بھی ہم نے ڈھونڈا تیرا نشان پایا
خالق ہے تو خدایا مالک ہے تو خدایا
ہر اک غلام تیرا
پیارا ہے نام تیرا

(حفیظ جالندھری)

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے

والی : مالک
گلشن : باغ

حکمت : کاری گری، قدرت

نرالی : انوکھی، سب سے الگ

فیض : کرم، فائدہ، بخشش

دم قدم : ہستی، وجود

شے : چیز

کرم : مہربانی، رحم

جا : جگہ

خالق : پیدا کرنے والا

غلام : بندہ، ملازم، نوکر

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ ''دو جہاں کے والی'' سے کیا مراد ہے؟

☆ اونچے پہاڑ چپ رہ کر کس بات کو ظاہر کرتے ہیں؟

☆ خدا ہر شے میں اور ہر جگہ موجود ہے، نظم کے کن شعروں میں یہ بات کہی گئی ہے؟

۳۔ نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے ''ہم معنی'' (ایک جیسے معنی رکھنے والے) لفظ سبق میں تلاش کر کے لکھیے:

ہرا بھرا　　چیز　　انوکھا　　خاموش

۴۔ مثال دیکھ کر الفاظ بنائیے

مثال:	روا	+	نی	=	روانی
	پا	+	نی	=	
	نشا	+	نی	=	
	جوا	+	نی	=	
	کہا	+	نی	=	
	نا	+	نی	=	

۵۔ صحیح مصرعے جوڑ کر اشعار مکمل کریں

ہر اک غلام تیرا	تیرے کرم کا سایہ
ہے دم قدم سے تیرے	پیارا ہے نام تیرا
ہے فیض عام تیرا	دریاؤں میں روانی
ہر شے میں ہم نے دیکھا	پیارا ہے نام تیرا

۶۔ جُملوں میں استعمال کیجیے

والی، مالی، ڈالی، نرالی

۷۔ اس نظم کو زبانی یاد کیجیے

نااتفاقی | جڑ | ترکیب | بانٹ دینا | تندرست

اِتّفاق

ایک شخص کے سات بیٹے تھے۔ جوان اور تندرست۔ یہ ساتوں بھائی آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ چھوٹے بھائی بڑے بھائی کی کوئی بات نہیں مانتے تھے اور بڑا بھائی بھی چھوٹے

بھائیوں کو ہمیشہ ڈانٹتا رہتا تھا۔ باپ ان کی اس لڑائی اور ڈانٹ ڈپٹ سے پریشان تھا۔ اس نے بیٹوں کو بہت سمجھایا کہ لڑائی جھگڑا اچھی بات نہیں۔ آپس میں نااتفاقی ٹھیک نہیں مگر

وہ نہ سمجھے۔ ایک دن اُسے ایک ترکیب سوجھی۔ اُس نے ساتوں بیٹوں کو بلایا اور اُن سے کہا کہ وہ ایک ایک لکڑی لائیں۔ سبھی ایک ایک لکڑی لے آئے۔ باپ نے ان لکڑیوں کو باندھ کر ایک گٹھا بنالیا۔ یہ گٹھا اُس نے بڑے بیٹے کو دیا اور گٹھے کو توڑنے کے لیے کہا۔ ''بیٹے نے اپنی پوری طاقت صَرف کر کے گٹھا توڑنے کی کوشش کی مگر توڑ نہ سکا۔ اپنے باپ کو گٹھا واپس کرتے ہوئے بولا۔ ''بابا یہ مجھ سے نہیں توڑا جاتا''۔ باپ نے گٹھا دوسرے بیٹے کو توڑنے کے لیے دیا۔ دوسرے بیٹے نے بھی پوری کوشش کی مگر گٹھا توڑ نہ پایا اور باپ سے بولا ''بابا یہ گٹھا مجھ سے بھی نہیں ٹُوٹ سکتا''۔ پھر باپ نے ایک کے بعد ایک گٹھا دوسرے بیٹوں کو دیا اور ہر ایک سے گٹھے کو توڑنے کے لیے کہا مگر سب ناکام رہے۔ باپ نے گٹھا واپس لے کر اُسے کھول دیا۔ ساتوں لکڑیاں ایک ایک کر کے اپنے بیٹوں میں بانٹ دیں اور اُن کو توڑنے کے لیے کہا۔ ہر ایک نے بڑی آسانی سے اپنی اپنی لکڑی توڑ دی، وہ سب حیرت سے اپنے باپ کو دیکھنے لگے۔ باپ کی یہ ترکیب اُن کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔

بیٹوں کو حیران دیکھ کر باپ نے کہا، ''بیٹو! حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ جب تک یہ لکڑیاں ایک دوسرے کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں تو یہ سب مضبوط تھیں اور آپ انہیں توڑ نہ پائے۔ جب یہ بٹ گئیں تو بڑی آسانی سے ٹُوٹ گئیں۔ اسی طرح اگر آپ اتفاق سے رہیں گے تو کوئی بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا''۔

باپ کا یہ جواب سن کر بیٹوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اُن کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس کے بعد وہ مل جل کر رہنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُنہوں نے بڑی ترقی کی، اُن کا گھر

امن وسکون کی آماجگاہ بن گیا۔

بچّو! یہ کہانی پڑھ کر آپ کو سمجھ آیا کہ اتفاق میں کتنی طاقت ہے۔ بڑے بڑے کام اتفاق ہی کی بدولت انجام پاتے ہیں۔ پانی کے چھوٹے چھوٹے قطرے مل کر ندی نالے بناتے ہیں۔ یہی ندی نالے مل کر دریا بن جاتے ہیں۔ پانی کے قطروں کی نسبت دریا کی طاقت زیادہ ہوتی ہے۔ پتھر، مٹی، چُونا مل کر مکان بن جاتے ہیں۔ یہی مکان بستیاں اور شہر بن جاتے ہیں۔ الگ سے اینٹ پتھر یا چونا مکان نہیں ہوتے۔ یہ سب اتفاق کی ہی بدولت ہوتا ہے۔ نا اتفاقی کمزوری کی علامت ہے۔ نا اتفاقی سے کام بگڑ جاتے ہیں۔

۱۔ پڑھیے اور سمجھیے

تندرست : صحت مند

بانٹ دینا : تقسیم کرنا

اتفاق : دوستی، محبت، اتحاد

ترکیب : تدبیر، ڈھنگ

حیرت : حیرانگی

نااتفاقی : پھُوٹ ، علاحدگی

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ باپ نے اپنے بیٹوں کو اتفاق کی طاقت کے بارے میں کیسے سمجھایا؟

☆ اس کہانی سے کیا نصیحت ملتی ہے؟

۳۔ نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے جملے بنائیے

اتحاد مضبوط حیرت کوشش

۴۔ دئے ہوئے الفاظ میں سے مناسب لفظ تلاش کرکے خالی جگہوں کو پُر کیجیے

☆ پانی کے چھوٹے چھوٹے قطرے مل کر .... بناتے ہیں۔

(مکان، گھر، ندی نالے)

☆ ....، ....، سیمنٹ مِل کر ....بن جاتے ہیں۔

(گھر، پُل، مکان، پتھر، مٹی)

☆ نااتفاقی ....کی جڑ ہے۔ (طاقت، عزت، کمزوری)

☆ نااتفاقی سے کام .... جاتے ہیں۔ (بن، بگڑ، ختم)

☆ اتفاق میں ....ہے۔ (کمزوری، طاقت، دولت)

۵۔ کسی شخص، جگہ یا چیز کا نام ''اسم'' کہلاتا ہے۔ مثلاً عامر، سری نگر، کتاب۔ گنتی کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں

۱۔ **واحد:** ایک اسم کو واحد کہتے ہیں۔ مثلاً کتاب، لڑکی، لکڑی۔

۲۔ **جمع:** ایک سے زیادہ اسموں کو جمع کہتے ہیں۔ مثلاً کتابیں، لڑکیاں، لکڑیاں۔

مثال دیکھ کر واحد کے مقابلے میں جمع اور جمع کے مقابلے میں واحد لکھیے

	واحد	جمع
مثال:	لکڑی	لکڑیاں
	گلی	
	ٹافی	
	چابی	
	نالی	

	بیٹی
	بلّی
	لڑکی
	ندی
	کہانی
	رانی
	ڈالی

٦۔ اتفاق کے موضوع پر پانچ جُملے لکھیے

فرنیچر | بوسیدہ | آنکھ لگنا | آلودگی

درخت کی پکار

حامد چھٹی کے روز اپنے دوستوں کے ساتھ میچ کھیلنے کے لیے میدان میں پہنچا۔ سبھی ساتھی جمع ہوئے، کھیل شروع ہوا۔ حامد بھی کھیل میں مست ہو گیا۔ کھیل ختم ہوتے ہی سبھی دوستوں نے اپنے اپنے گھر کا رُخ کیا۔ حامد بھی تھکا ہارا گھر واپس جا رہا تھا، کہ راستے میں ایک خوب صورت سایہ دار درخت پر نظر پڑی۔ ذرا دیر آرام کرنے کے لیے وہ درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

اتنے میں حامد کی آنکھ لگ گئی، اور اُس نے خواب دیکھا کہ درخت ڈرا ڈرا اور سہما سہما سے ہے۔

درخت: حامد! کیا آپ مرے دوست بنو گے؟

حامد: جی ہاں کیوں نہیں؟

درخت: تو پھر میری مدد کرو۔

حامد: مدد............! کیسی مدد؟

درخت: لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ بڑی بے دردی سے کاٹتے ہیں، دیکھو میں ابھی چھوٹا ہوں کچھ لوگ مجھے بھی کاٹنے پر تُلے ہیں۔

حامد: لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں؟

درخت: کوئی آگ جلانے کے لیے، کوئی فرنیچر بنانے کے لیے، کوئی مکان تعمیر کرنے کے لیے ہمیں کاٹتا ہے۔

حامد: تو میں کیا کرسکتا ہوں؟

درخت: لوگوں کو بتائیے کہ درخت بے دردی سے نہ کاٹیں، جنگلوں کی حفاظت کریں۔

حامد: لوگوں کو جلانے کے لیے لکڑی چاہیے۔ فرنیچر کے لیے بھی لکڑی کی ضرورت ہے۔ مکانوں کی تعمیر کے لیے لکڑی درکار ہے۔ تو انسان کیا کرے لکڑی کہاں سے لائے؟

درخت: ان کاموں کے لیے بڑے، سوکھے، بوسیدہ اور زمین پر گرے ہوئے درختوں

دی جموں وکشمیر اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

کا استعمال کیا جا سکتا ہے نہ کہ مجھ جیسے چھوٹے درخت کا ......!

حامد: یہ بات تو صحیح ہے لیکن.....................

درخت: (حامد کی بات کاٹتے ہوئے) سنو حامد۔ درخت کاٹنے سے انسان اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔تم جانتے ہو! کہ جہاں درخت زیادہ ہوں وہاں اچھی خاصی بارش ہوتی ہے، ہوا صاف رہتی ہے اور درخت ماحول کو آلودگی سے بچاتے ہیں۔ اب دیکھو بارش نہیں ہوگی تو کھیتوں میں فصل نہیں اُگے گی ۔فصل نہیں اُگے گی تو انسان کو کھانے کے لیے کچھ نہیں ملے گا۔ ذرا سوچو! کتنی پریشانی ہوگی ۔ایسا ہوا تو انسان کہاں جی پائے گا۔

حامد: تمہاری بات صحیح ہے۔ ماسٹر جی نے یہ باتیں کلاس میں بتائی تھیں ۔

درخت: (حامد سے انتہائی خوش ہوتے ہوئے) کیا اب ہم دوست ہیں؟

حامد: ہاں اب ہم پکے دوست ہیں ۔(اتنے میں حامد جاگ جاتا ہے)

(اسی دوران اسے دور سے ایک شخص ہاتھ میں کلہاڑی لے کر آتا ہوا دِکھ رہا ہے ۔درخت ڈر کے مارے کانپنے لگا اور حامد سے کہنے لگا)

درخت: حامد! اب کیا ہوگا ؟ وہ اپنے دائیں بائیں دیکھ کر ایک دم درخت سے لپٹ جاتا ہے اور چلاّ چلاّ کر کہتا ہے ۔

حامد: مرے دوست اب تمہیں کوئی نہیں کاٹے گا ، ہاں ! اگر کوئی کاٹنے کی کوشش کرے گا تو میں اسے یہ کہوں گا " اگر تمھیں اس درخت کو کاٹنا ہے تو تمھیں پہلے مجھے کاٹنا ہوگا"۔

۱۔ پڑھیے اور سمجھیے

آنکھ لگنا	:	سو جانا
فرنیچر	:	لکڑی کا سامان ۔ جس میں میز، کرسی اور چار پائی وغیرہ شامل ہیں
درکار	:	ضرورت
بوسیدہ	:	پرانا ۔ کمزور ۔ سڑا ہوا
آلودگی	:	گندگی
انتہائی	:	بہت زیادہ ۔ آخری درجے تک
دوران	:	عرصہ
ایک دم	:	فوراً ۔ اچانک ۔ یکا یک
چلاّ چلاّ کر	:	بہت اونچی آواز میں بولتے ہوئے

۲۔ سوچیے اور بتایئے

☆ درخت نے حامد سے کیا کہا ؟

☆ حامد نے کس طرح درخت کی مدد کی ؟

☆ درختوں کی حفاظت کیوں ضروری ہے؟

☆ حامد درخت کے ساتھ کیوں لپٹا ؟

۳۔ مثال دیکھ کر الفاظ بنائیے

مثال	دائیں	+	بائیں	=	دائیں بائیں
	آگے	+	پیچھے	=	
	اُوپر	+	نیچے	=	
	سیدھے	+	سادھے	=	
	نیلے	+	پیلے	=	

۴۔ نوٹ بُک پر لکھیے

جہاں درخت زیادہ ہوں وہاں اچھی خاصی بارش ہوتی ہے۔ہوا صاف رہتی ہے۔ ماحول آلودہ نہیں ہوتا۔ بارش ہوگی تو زمین میں فصل اُگے گی۔ فصل اُگے گی تو کھانا ملے گا۔

۵۔مثال دیکھ کر ہر لفظ کا متضاد لکھیے

مثال	زیادہ	کم
	نقصان	
	زمین	
	خوش	
	صحیح	

دور	
صاف	
سوکھا	

٦۔ کالم "الف، ب اور ج" میں درج الفاظ اور جملوں کو ملا کر صحیح جملے بنایئے

الف	ب	ج
درختوں		لکڑی حاصل ہوتی ہے
	سے	مویشیوں کے لیے چارہ حاصل ہوتا ہے
		میوے حاصل ہوتے ہیں

خلیفہ | رعایا | خبرگیری | گشت | دل بھر آنا | بیوہ

سچّا انصاف

حضرت عمرؓ مسلمانوں کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے فرض سے خوب واقف تھے۔ دن میں تو آپ اپنے فرائض کی ادائیگی میں لگے ہی رہتے تھے، رات میں بھی بہت کم آرام فرماتے اور زیادہ تر رعایا کی خبر گیری کے لیے گشت لگایا کرتے تھے۔ ایک رات جب گشت لگا رہے تھے تو اچانک ایک جھونپڑی پر نظر پڑی۔ دیکھا ایک عورت چوٗلھا جلائے بیٹھی ہے۔

اُس کے بچّے رو رہے ہیں۔عورت اُنہیں بہلا رہی ہے،مگر وہ کسی طرح خاموش نہیں ہوتے۔بچّوں کو روتا بلکتا دیکھ کر حضرت عمرؓ کا دل بھر آیا۔آپ قریب گئے۔دیر تک دیکھتے رہے مگر آپ کی سمجھ میں نہ آیا کہ ماجرا کیا ہے۔آخر عورت کے پاس جا کر بچوں کے رونے کا سبب پوچھا۔اُس نے بتایا کہ بچے بھوک کے مارے بِلک رہے ہیں۔

''آپ انہیں کھانا کیوں نہیں دیتیں''؟ حضرت عمرؓ نے پوچھا: ''میں اتنی دیر سے کھڑا دیکھ رہا ہوں، چولھے پر ہانڈی چڑھی ہے، آخر یہ کب تیار ہوگی؟''

''ہانڈی میں کچھ نہیں ہے''۔عورت نے جواب دیا۔''بچوں کو بہلانے کے لیے صرف پانی چڑھا دیا ہے، چاہتی ہوں کہ کس طرح انہیں نیند آجائے اور یہ سو جائیں''۔

حضرت عمرؓ نے دیکھا تو واقعی ہانڈی میں صرف پانی اور کچھ کنکریاں تھیں۔ اس عورت کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا، بچّے بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ اُن کی تسلی کے لیے عورت نے چولھا جلا کر ہانڈی میں پانی اور کنکریاں ڈال دی تھیں تاکہ بچّے یہ سمجھیں کہ کھانا پک رہا ہے، عورت بے چاری بیوہ تھی، بچے لاوارث اور یتیم تھے، گھر میں کمانے والا کوئی نہ تھا۔

بیت المال سے بھی کوئی وظیفہ مقرر نہیں ہوا تھا۔

آپ نے درد بھرے لہجے میں کہا:

''مائی''! خلیفہ کو تم نے اطلاع کیوں نہ دی؟''

عورت نے جواب دیا۔ ''میرے اور عمرؓ کے درمیان اللہ فیصلہ کرے گا۔ میں اُن سے کیوں کہوں گی، اُن کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا کی خبر گیری کریں اگر وہ اپنا فرض پورا نہیں کر سکتے تو اُن کو خلیفہ بننے کا کیا حق ہے؟''

حضرت عمرؓ پریشان ہو گئے۔ یہ سُن کر وہ فوراً بیتُ المال پہنچے۔ آٹا، گھی اور کھجوریں لیں۔ پیٹھ پر لاد کر چلنے لگے تو آپ کے غلام نے کہا۔

''امیر المومنینؓ! آپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں۔ لایئے میں پہنچا دوں''۔

حضرت عمرؓ نے کہا ''نہیں! جب قیامت میں تم میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے تو آج میں تم سے اپنا بوجھ کیوں اُٹھواؤں''۔

یہ کہہ کر آپ سارا سامان خود لے کر اُس عورت کے پاس پہنچے۔ خود بیٹھ کر چولھا پھونکا۔

کھانا تیار کر کے بچوں کو پیٹ بھر کھلایا۔ بچے ہنسی خوشی سو گئے۔

چلتے وقت عورت نے کہا:

''اے رحم دل اِنسان'' خلیفہ بننے کے لائق تو تم ہو نہ کہ عمرؓ۔

حضرت عمرؓ بولے ''مائی معاف کرنا۔ عمرؓ میں ہی ہوں۔ مجھ سے واقعی کوتاہی ہوئی ہے کہ اب تک آپ کی خبر نہ پوچھی''۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے بیت المال سے عورت اور بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے

خلیفہ	:	اسلامی حکمران
واقف	:	جاننے والا
رِعایا	:	عوام
خبر گیری	:	نگرانی، دیکھ بھال
گشت	:	گھومنا
دِل بھر آنا	:	دُکھی ہونا، رنجیدہ ہونا
ماجرا	:	حالت، واقعہ۔ کہانی

سبب	:	وجہ
بھوک کے مارے بِلکنا	:	بھوک سے تڑپنا
بیوہ	:	وہ عورت جس کا خاوند زندہ نہ ہو
یتیم	:	جس کا باپ زندہ نہ ہو
بیتُ المال	:	سرکاری خزانہ
امیرالمومنین	:	مؤمنین کا قائد

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ حضرت عمرؓ رات میں گشت کیوں لگایا کرتے تھے؟

☆ ایک رات گشت لگاتے ہوئے حضرت عمرؓ نے کیا دیکھا؟

☆ حضرت عمرؓ نے بیوہ سے کیا پوچھا؟

☆ بیوہ نے حضرت عمرؓ کو کیا جواب دیا؟

☆ حضرت عمرؓ نے بیوہ کی کس طرح مدد کی؟

۳۔ نیچے لکھے ہوئے لفظوں کی مدد سے جملے مکمل کیجیے

درمیان　　بوجھ　　بِلک　　خلیفہ　　کنکریاں

☆ حضرت عمرؓ مسلمانوں کے .... تھے۔

☆ میرے اور عمرؓ کے .... اللہ فیصلہ کرے گا۔

☆ بچّے بھوک کے مارے .... رہے تھے۔

☆ ہانڈی میں صرف پانی اور .... تھیں۔

☆ جب قیامت میں تم میرا .... نہیں اٹھا سکتے تو پھر آج میں تم سے اپنا بوجھ کیوں اٹھواؤں۔

۴۔ ان لفظوں سے جملے بنائیے

فرض   محنت   رِعایا   تسلّی   فیصلہ

۵۔نوٹ بک پر لکھیے

ایک عورت تھی۔ اُس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ اس کے بچے بھوکے تھے۔ وہاں سے حضرت عمرؓ کا گُذر ہوا۔ انہوں نے بھوکے بچوں کا حال دیکھا۔ بیت المال سے کھانے کا سامان لے آئے۔ خود کھانا تیار کیا اور بھوکے بچوں کو کھلایا۔

۶۔جنس کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں

۱) مذکر: نر اسم کو مذکر کہتے ہیں۔ مثلاً مرد، باپ، چچا، ماموں۔

۲) مونث: مادہ اسم کو مونث کہتے ہیں۔ مثلاً عورت، ماں، چاچی، ممانی۔

خط کشیدہ اسموں پر غور کیجیے

☆ میرے خالو ڈاکٹر ہیں۔   ☆ میری خالہ بھی ڈاکٹر ہیں

☆ امجد ماسٹر جی کا بیٹا ہے۔ ☆ سائمہ، ماسٹر جی کی بیٹی ہے۔

☆ وہ عورت میری چاچی ہے۔ ☆ وہ مرد میرا چاچا ہے۔

۷۔ لکھیے

مذکر	مونث
خالو	خالہ
بیٹا	بیٹی
چاچا	چاچی
مرد	عورت

۸۔ خالی جگہوں کو پُر کیجیے

مذکر	مونث		مذکر	مونث
مُرغا	....		نواسا	....
لڑکا	....		باپ	ماں
دادا	دادی		بھائی	بہن
نانا	....		مرد	....
چاچا	....		خالو	خالہ

۹۔ مثال دیکھ کر خالی جگہیں پُر کیجئے؟

(دادی، نانی، پھوپھی ، خالہ، ماموں، نانا)

مثال: باپ کے بھائی کو چاچا کہتے ہیں۔

☆ باپ کی بہن کو............کہتے ہیں۔
☆ ماں کی بہن کو............کہتے ہیں۔
☆ ماں کے بھائی کو.............کہتے ہیں۔
☆ ماں کے باپ کو..............کہتے ہیں۔
☆ ماں کی ماں کو..............کہتے ہیں۔
☆ باپ کی ماں کو............کہتے ہیں۔

روک ٹوک | امرت | دُشوار | صدمہ | ذلت

کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ اور اُستاد سب ہیں خدا کی رحمت
ہے روک ٹوک ان کی حق میں تمہارے نعمت
کڑوی نصیحتوں میں ان کی بھرا ہے اَمرت
چاہو اگر بڑائی ، کہنا بڑوں کا مانو

ماں باپ کا عزیزو، مانا نہ جس نے کہنا
دشوار ہے جہاں میں عزت سے اُس کا رہنا
ڈر ہے پڑے نہ صدمہ ذلت کا اس کو سہنا
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

تم کو نہیں خبر کچھ اپنے برے بھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی، اُتنی ہے عقل چھوٹی
ہے بہتری اُسی میں جو ہے بڑوں کی مرضی
چاہو اگر بڑائی کہنا بڑوں کا مانو

(الطاف حسین حالؔی)

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے

روک ٹوک	:	پوچھ گچھ، منع کرنا، باز رکھنا
اَمرت	:	آبِ حیات
عزیز	:	پیارا
دُشوار	:	مشکل، کٹھن
صدمہ	:	دُکھ
ذلت	:	رسوائی، بدنامی
سہنا	:	برداشت کرنا
بہتری	:	بھلائی

۲۔سوچیے اور بتائیے:

☆ شاعر نے خدا کی رحمت کسے بتایا ہے؟

☆ ماں باپ کی کڑوی نصیحتیں ہمارے لیے کیا اثر رکھتی ہیں؟

☆ ماں باپ کا کہنا نہ ماننے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے؟

۳ ....

''ہمیں اپنے بڑوں کی مرضی پر عمل کرنا چاہیے ۔ جو کچھ وہ کہیں، ہم وہی کریں۔ ہمارا فائدہ اسی میں ہے''۔

شاعر نے یہ بات بہت عمدہ طریقے سے ایک بند میں کہہ دی ہے وہ بند لکھیے ۔

۴۔مثال دیکھ کر کالم ''الف'' اور کالم ''ب'' میں دیے گئے الفاظ اور اُن کے معانی ملایئے:

	الف	ب
مثال	صدمہ	دُکھ
	ذِلّت	مُشکل
	بہتری	پیارے
	دشوار	بدنامی
	روک ٹوک	بھلائی
	عزیز	منع کرنا

دی جموں وکشمیر اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

۵۔ نوٹ بک پر لکھیے

ماں باپ اور اُستاد خدا کی رحمت ہیں۔
اُن کی کڑوی نصیحتوں میں امرت بھرا ہوتا ہے۔
بڑوں کا کہنا ماننا چاہیے۔ جو بڑوں کا کہنا نہیں مانتا وہ عزت نہیں پاتا۔

۶۔ دیے گئے واحد کے مقابلے میں جمع اور جمع کے مقابلے میں واحد لکھیے

مثال: رات : راتیں

بات		لات	
دوات		سڑک	
لکیر		زمین	
چال		دلیل	

۷۔ اس نظم کو اپنی نوٹ بک میں لکھیے

اخراج | باعث | معیشت | طویل

سیب

سیب ایک بہت ہی قدیم میوہ ہے۔ اس کی شکل انسانی دل سے ملتی ہے۔ یہ تقریباً دنیا کے ہر اُس علاقے میں پایا جاتا ہے، جہاں بہت شدید گرمی یا بہت شدید سردی نہ ہو۔ اس میوے کو جنوب مشرقی ایشیاء کا باسی کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ وہاں کے اصل باشندوں کی اولین غذا ہوا کرتا تھا اور اُن علاقوں میں سیب کی بے شمار قسمیں آج بھی موجود ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا میں سیب کی ۷۵ ہزار قسمیں پائی جاتی ہیں۔ امریکہ میں سیب کی سات ہزار قسمیں موجود ہیں۔ یورپ کے اکثر ممالک اور بحیرۂ روم کے کنارے آباد ساحلی علاقوں میں سیب کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایران، افغانستان اور ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں بھی یہ پھل پیدا ہوتا ہے۔

کشمیر میں سیب قدیم زمانے سے پیدا ہو رہا ہے۔ یہاں کے جنگلوں میں اس کی کچھ الگ قسمیں بھی ملتی ہیں۔ مشہور تاریخ دان کلہن کی ''راج ترنگنی'' میں بھی سیب کا ذکر موجود ہے۔ سیب اور اس کی مختلف اقسام سے ہر کشمیری واقف ہے۔ یہ میوہ کشمیر کے تقریباً ہر علاقے میں پایا جاتا ہے۔ سیب کو کشمیر کی معیشت میں اہم ترین حیثیت حاصل ہے۔ سوپور اور شوپیان علاقوں کے سیب خاص طور پر بہت مشہور ہیں۔ اس میوہ کے ساتھ کشمیر کے لاکھوں لوگوں اور ہزاروں گھرانوں کا روزگار وابستہ ہے۔ سیب اُگانے والوں کی معاشی حالت بہت ہی بہتر ہوئی ہے۔ ہر سال کشمیر کے نئے نئے علاقوں میں سیبوں کے درخت لگائے جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس فصل کے ساتھ وابستہ ہو رہے ہیں۔

کشمیر کے کسی بھی علاقے کا سفر کر لیجیے راستے میں دائیں اور بائیں سیبوں کے باغات کا طویل سلسلہ نظر آتا ہے باغات میں رنگ برنگے سیب دیکھ کر منہ میں پانی بھر آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ سیبوں کے درختوں کی شاخوں پر لٹکتے خوبصورت سیب توڑ کر کھا لیے جائیں۔

سیب انتہائی میٹھا پھل ہے۔ کشمیر میں سیبوں کی جو قسمیں پائی جاتی ہیں، اُن میں خاص طور پر ایک الگ قسم کی مٹھاس پائی جاتی ہے۔ سیبوں کے طبی لحاظ سے کئی فوائد ہیں۔ سیب میں دماغ کو قوت بخشنے والے عناصر اچھی مقدار میں موجود ہیں۔ فاسفورس، پوٹاشیم، بوران اور وٹامن بی وَن کی کافی مقدار سیبوں کے اندر ملتی ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق سیبوں کے روزانہ استعمال سے انسان کئی طرح کی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک مشہور مقولہ ہے

روزانہ ایک سیب کا استعمال، ڈاکٹر کو دور رکھتا ہے۔

۱۔ پڑھیے اور سمجھیے

قدیم : پرانا

اخراج : باہر کرنا، الگ کرنا

باعث : وجہ، سبب

معیشت : روزگار، روزی

طویل : لمبا

۲۔ سوچیے اور بتائیے:

☆ سیب کس قسم کی آب و ہوا والے علاقے میں پایا جاتا ہے؟

☆ امریکہ میں سیب کی کتنی اقسام موجود ہیں؟

☆ سیب کے اندر کون سے عناصر پائے جاتے ہیں؟

☆ روزانہ ایک سیب کھانا کیوں فایدہ مند ہے؟

۳۔ حصہ ''الف'' کے ہر جملے کا دوسرا حصہ ''ب'' میں تلاش کر کے جملہ مکمل کیجیے

ا	ب
سیب ایک بہت ہی	لحاظ سے کئی فوائد ہیں
کشمیر کے سیب	قدیم زمانے سے موجود ہے
سیبوں کے اندر طبّی	انتہائی میٹھے ہوتے ہیں۔
سیب کھانے میں	قدیم میوہ ہے

۴۔ نیچے دیے ہوئے الفاظ کے واحد اور جمع لکھیے

میوہ	
حکایات	
باشندہ	
حالت	
قسم	

۵۔ بچوں کو لکھنے کے لیے کہیں

کشمیر میں پیدا ہونے والے چار میووں کے نام

جموں میں پیدا ہونے والے چار میووں کے نام

کوئی بھی پانچ میوؤں کے نام

۶۔ سیب کے بارے میں پانچ جملے لکھیے!

عجائبات | ملکہ | یادگار | خوش نما | سنگ مرمر

تاج محل

آپ نے شاہ جہاں کا نام تو سُنا ہوگا۔ وہ مشہور مغل بادشاہ اکبر کا پوتا تھا۔ اپنے باپ جہانگیر کی وفات کے بعد شاہ جہاں دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ اُسے باغ لگوانے اور عمارتیں بنوانے کا بہت شوق تھا۔ دہلی کا لال قلعہ، جامع مسجد اور آگرہ کا تاج محل اُس کی تعمیر کی ہوئی عمارتوں میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ تاج محل کا شمار دنیا کے عجائبات میں ہوتا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں ہر سال ملکی و غیر ملکی سیاح اسے دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔

شاہ جہاں کو اپنی ملکہ ممتاز محل سے بڑی محبت تھی۔ ممتاز محل کا اصلی نام ارجمند بانو تھا۔ ایک بار ممتاز محل بہت بیمار ہوگئی اور اُس کے زندہ رہنے کی کوئی اُمید نہیں رہی۔ اس نے

شاہ جہاں سے وصیت کی کہ میری موت کے بعد میری مزار پر ایسی عمارت بنوانا جس کا دنیا میں کوئی جواب نہ ہو۔

ممتاز محل کی اس خواہش کے احترام میں شاہ جہاں تاج محل تعمیر کروایا۔

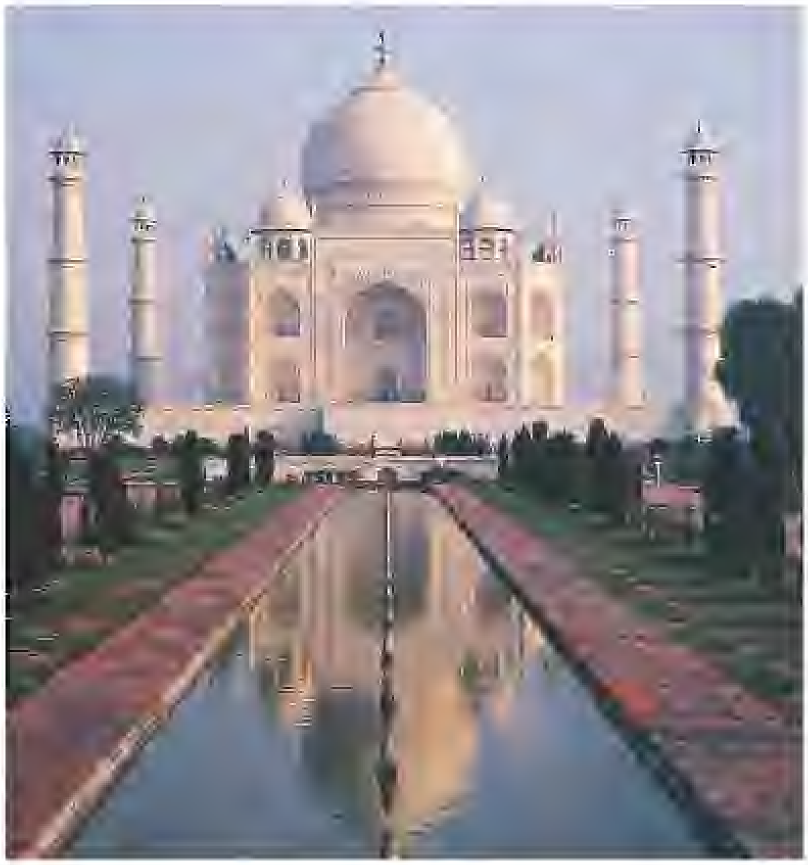

یہ خوبصورت عمارت آگرہ میں جمنا ندی کے کنارے واقع ہے۔ اس کے اَحاطے کا صدر دروازہ بہت اُونچا اور لال پتھر کا بنا ہوا ہے۔ صدر دروازے میں داخل ہوتے ہی سنگِ مَرمَر سے بنا ہوا سفید تاج محل نظر آتا ہے۔ صدر دروازے سے تاج محل تک بیچوں بیچ ایک نہر ہے۔ نہر کے دونوں طرف سَرو کے درختوں کی قطاریں ہیں۔ آنے جانے کے لیے دو خوش نما روِشیں بنی ہوئی ہیں۔ تاج محل سنگِ مَرمَر کے ایک اونچے چبوترے کے

بیچوں بیچ بنایا گیا ہے۔ چبوترے کے چاروں کونوں پر خوبصورت گول اور بلند مینار ہیں۔ میناروں میں سیڑھیاں بھی ہیں۔ تاج محل کا صدر دروازہ کافی اونچا ہے اور دروازے کے دونوں طرف عربی میں آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ ان میں کمال یہ ہے کہ نیچے لکھے ہوئے حروف جتنے موٹے نظر آتے ہیں اُتنے ہی موٹے اوپر لکھے ہوئے حروف دکھائی دیتے ہیں۔ تاج محل کے اندر داخل ہوں تو گنبد کے نیچے انتہائی خوبصورت جالی دار پتھر کے جنگلے میں ممتاز محل اور شاہ جہاں کی قبریں ہیں۔ اندرونی حصے میں طرح طرح کے بیل بوٹے اور پھول پتیاں بنی ہوئی ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ انہیں مختلف رنگوں کے قیمتی پتھروں اور جواہرات سے بنایا گیا ہے۔ پتھر میں تراشی ہوئی نازک اور باریک جالیاں دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ دنیا میں ایسی کاری گری کی مثال نہیں ملتی۔

تاج محل کا نقشہ بنانے والے کا نام اُستاد عیسیٰ تھا۔ اس کی تعمیر کے لیے دور دُور کے ملکوں سے پتھر منگوائے گئے تھے۔ بیس ہزار کاری گروں کی لگاتار محنت سے برسوں میں یہ عمارت تیار ہوئی اور کہتے ہیں اس کی تعمیر پر اُس زمانے میں کئی کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔

تاج محل دیکھنے کا زیادہ لطف چاندنی راتوں میں آتا ہے۔ اکثر پورے چاند کی راتوں میں تاج محل کا نظارہ بڑا ہی دل کش ہوتا ہے۔ جب بھی کبھی موقعہ ملے تاج محل ضرور دیکھنا چاہیے۔

۱۔ پڑھیے اور سمجھیے

مُغل : ایک قوم، ایک ذات

عجائبات : انوکھی چیزیں

مَلکہ : رانی، بادشاہ کی بیوی

یادگار : مزار، زیارت، قبر

احاطہ : چہار دیواری

صَدر دروازہ : بڑا دروازہ

خوش نما : خوب صورت

حروف : بہت سے حرف

لطف : مزہ

سنگِ مَرمَر : قیمتی سفید پتھر

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ شاہ جہاں کی تعمیر کی ہوئی مشہور عمارتوں کے نام بتائیے۔

☆ تاج محل کس کی یاد میں بنوایا گیا تھا؟

☆ تاج محل کس شہر میں ہے؟

☆ تاج محل کس پتھر سے بنایا گیا ہے؟

☆ تاج محل دیکھنے کا زیادہ لطف کب آتا ہے۔

۳۔ مثال دیکھ کر الفاظ بنائیے اور اُن کے معانی لکھیے

مثال:	خوش	+	بُو	=	خوش بو	=	اچھا لگنے والا
	خوش	+	اخلاق	=			
	خوش	+	مزاج	=			
	خوش	+	حال	=			
	خوش	+	دِل	=			

4۔ مثال دیکھ کر لفظوں کے حروف الگ الگ کر کے لکھیے

مثال:	بوٹے	ب	+	و	+	ٹ	+	ے
	پھول		+		+		+	
	قلعہ		+		+		+	
	جادو		+		+		+	
	روٹی		+		+		+	

۵ - اسمِ معرفہ اور اسمِ نکرہ الگ الگ لکھیے

تاج محل ۔دروازہ۔دہلی ۔آگرہ۔عمارت۔ مُغل ۔نہر۔پتھر۔کاری گر۔لال قلعہ

قوت | توانائی | پرکھ | کرشمے | دریافت

مٹی کا تیل

میں مٹی کا تیل ہوں۔ مجھے مٹی کا تیل اس لیے کہتے ہیں کہ میں زمین کے اندر بہت گہرائی میں رہتا ہوں۔ جب انسان مجھے زمین سے باہر نکالتا ہے تو میں بڑے کام کی چیز بن جاتا ہوں۔ لیمپ اور لالٹین سے جل کر اندھیرے گھر کو روشن کرتا ہوں۔ اسٹوو بھی میرے دم سے جلتا ہے۔ میرے بچے کچھے میل سے موم بتیاں بنائی جاتی ہیں۔ زمین پر چلنے والی گاڑیاں، سمندری جہاز اور ہوائی جہاز میری ہی بدولت حرکت میں رہتے ہیں۔ زمین جوتنے کے لیے جو ٹریکٹر استعمال کیے جاتے ہیں وہ بھی میری ہی قوت سے چلتے ہیں۔

روز مرہ زندگی میں کام آنے والے کئی مواد مجھ ہی سے حاصل کیے جاتے ہیں جن سے مختلف قسم کی چیزیں بنتی ہیں۔ بہت سے کارخانے اور مشینیں میری ہی توانائی سے چلتی ہیں۔غرض مجھ میں اتنی خوبیاں ہیں جن کا شُمار کرنا بھی مشکل ہے۔

مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے جب میں زمین کے نیچے خاک میں ملا ہوا پڑا تھا۔زمین سے الگ میرا کوئی وجود نہ تھا۔لوگ میرا نام تک نہ جانتے تھے۔ جب میں اتفاقاً انسان کے ہاتھ لگ گیا تو اُسے پھر مجھے تلاشنے کی فکر ہوئی۔میری جانچ پرکھ کے بعد معلوم ہوا کہ میں بڑے کام کی چیز ہوں۔ پھر رفتہ رفتہ میری شہرت دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی اور ہر جگہ میری تلاش شروع ہوئی۔ آج دنیا کو میرے اکثر ٹھکانوں کا پتہ چل گیا ہے۔ میں ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہوں عین ممکن ہے کبھی کشمیر میں بھی میری دریافت کی جائے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ مجھے زمین کے نیچے سے کیسے نکالا جاتا ہے؟ اُس وقت میری صورت کیا ہوتی ہے؟ اور پھر کس طرح مجھے استعمال کے قابل بنایا جاتا ہے؟

یہ کہانی بڑی دلچسپ ہے۔ جب انسان کو پتا چل جاتا ہے کہ میں زمین کی گہرائی میں کہاں چھپا ہوں تو مشینوں کی مدد سے مجھے اوپر کھینچنا شروع کر دیا جاتا ہے۔جس جگہ میں زمین کے اندر سے نکالا جاتا ہوں۔اُسے ''مٹی کے تیل کا کنواں'' یا ''چشمہ'' کہا جاتا ہے۔ جس وقت میں کنوئیں سے نکالا جاتا ہوں اس وقت میری صورت سیاہ گاڑھے مادّے کی ہوتی ہے۔اس حالت میں مجھے کام میں نہیں لایا جاسکتا۔اس لیے مجھے صفائی کے مرحلے

سے گزارا جاتا ہے۔ صفائی گھروں تک مجھے بڑی بڑی پائپوں کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔

صفائی گھروں میں جب مجھے اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے۔ تو میرے اندر ذرا سا بھی مَیل باقی نہیں رہتا۔ میرا رنگ خوب نکھر جاتا ہے۔ اُس وقت میں پٹرول کہلاتا ہوں جس سے تیز رفتار گاڑیاں، کارخانے اور جہاز چلتے ہیں۔ جب پوری طرح میری صفائی نہیں ہو پاتی اور مجھ میں کچھ نہ کچھ میل باقی رہتا ہے تو میری صورت کے عین مطابق مجھے سب لوگ مٹی کا تیل ہی کہتے ہیں۔

تیل نکالے جانے کے بعد میرا جو مواد باقی رہ جاتا ہے وہ کافی گاڑھا ہوتا ہے۔ میری

اس آلودہ اور خراب شکل کو ''گریس'' کہتے ہیں جو مشینوں کے کل پرزوں کو چکنا رکھنے کے کام آتا ہے۔ اس کے بعد بھی جو مواد باقی رہتا ہے، اُسے تارکول کہتے ہیں۔ آپ جن ستھری اور پختہ سڑکوں پر پیدل چلتے ہیں یا گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں ان پر تارکول بچھا ہوتا ہے۔ تارکول کو ریت اور بجری کے ساتھ ملا کر سڑکوں کی تعمیر کے کام میں لایا جاتا ہے۔ تارکول وہی گاڑھا مادہ ہے جو میری مسلسل صفائی کے بعد باوجود بھی بچتا ہے۔ یوں میرے وجود کا کوئی بھی حصہ بے کار نہیں جاتا۔ انہی بے شمار فوائد کی وجہ سے مجھے ''سیّال سونا'' بھی کہا جاتا ہے۔

افسوس! انسان بڑی لاپرواہی سے میرا استعمال کر رہا ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ میرے ذخیرے بھی محدود ہیں۔ اگر میرا استعمال اسی لاپرواہی سے ہوتا رہا تو اک دن میں ناپید ہو جاؤں گا اور اُس وقت انسان کو بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۱۔ پڑھیے اور سوچیے

قوت : طاقت۔زور

توانائی : طاقت۔قوت

خوبی : ہُنر۔قابلیت

پَرکھ : کسوٹی۔امتحان۔جانچ۔معیار

رفتہ رفتہ : آہستہ آہستہ

گوشے : کونے

دریافت : تحقیق۔ایجاد

تیز رفتار : تیز چلنے والی

گاڑھا : موٹا

سیّال : بہتی ہوئی چیز

محدود : ایک حد

ناپید : نابود۔غائب۔ختم

۲۔سوچیے اور بتایئے

☆ مٹی کا تیل زمین سے باہر کیسے نکالا جاتا ہے؟

☆ زمین سے باہر نکالتے وقت مٹی کے تیل کی شکل کیسی ہوتی ہے؟

☆ مٹی کے تیل کا بچا ہوا گاڑھا مواد کس کام آتا ہے؟

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے جملے بنائیے

مشین　　قوّت　　گوشہ　　رفتہ رفتہ　　خوبی

۴۔ کالم (الف) کو کالم (ب) کے ساتھ صحیح صورت میں جوڑیے

ا	ب
مٹی کا تیل	زمین جوتنے کے کام آتا ہے
مشین	سڑک پر بچھایا جاتا ہے
ٹریکٹر	سٹوو میں جلایا جاتا ہے
تارکول	کارخانے میں استعمال کی جاتی ہے
پٹرول	سے گاڑیاں چلتی ہیں
گاڑیاں	تیل سے چلتی ہیں

۵۔ مٹی کے تیل کے پانچ فائدے لکھیے

شیخ العالمؒ

حضرت شیخ نور الدین ولیؒ کشمیر کے بہت بڑے صوفی بزرگ ہوگزرے ہیں۔ تمام مذاہب سے وابستہ لوگ آپؒ کا بہت احترام کرتے ہیں اور آپؒ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ کو علمدارِ کشمیر اور شیخ العالمؒ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت شیخ نورالدینؒ کے آبا و اجداد ضلع کشتواڑ کے راجا تھے۔ وہ لوگ ایک لڑائی میں پست ہو کر کشمیر چلے آئے۔ کشمیر کے راجا نے انہیں روپہ ون کا علاقہ جاگیر میں دیا۔ اسی خاندان میں سے ایک شخص سلر سنز تھے۔ کہا جاتا ہے سلر سنز اس زمانے کے نامور بزرگ سید حسین سمنانیؒ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے تھے اور بہت عرصہ تک ان کی تربیت میں رہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سلر سنز نے یاسمن رِشی کے پاس جا کر اسلام قبول کیا تھا۔

دی جموں وکشمیراسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

یاسمن رِشی نے ان کا نام شیخ سالار الدین رکھا اور ان کی شادی سدرہ نام کی لڑکی سے طے کردی۔ یہ خاتون تاریخ میں سدرہ موجی کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ سارا الدّین اور سدرہ موجی جنوبی کشمیر کے ایک گاؤں کیموہ میں رہتے تھے۔ اسی مقام پر ان کے یہاں ۱۳۷۷ء میں شیخ نور الدینؒ نے جنم لیا۔ کہا جاتا ہے کہ پیدائش کے کچھ دن بعد تک بھی شیخ نور الدینؒ نے اپنی ماں سدرہ موجی کا دودھ نہیں پیا۔ انھی دنوں میں اُدھر سے مشہور عارفہ لل دید کا گزر ہوا۔ اُنہوں نے نومولود بچے کو گود میں لے کر کشمیری زبان میں کہا: ''زہنہٖ ییلہِ نہٖ مند چھوکھ چینہٖ کیازِ چھُکھ مند چھان''۔ یعنی ''جب جنم لینے سے نہیں شرمائے تو اب دودھ پینے سے کیوں شرماتے ہو'' ننھے شیخ نے ماں کا دُودھ پیا۔

شیخ نور الدینؒ بچپن سے ہی عبادت و ریاضت کی طرف مائل تھے۔ دنیوی امور میں ان کی دلچسپی بہت کم تھی۔ آپ کی شادی ڈاڈہ سرہ (ترال) کے ایک اچھے گھرانے میں ہوئی۔ آپ کی بیگم کا نام زے دید تھا۔ آپ کے ہاں دو بچے پیدا ہوئے ۔ بابا حیدر اور زون دید۔ لیکن یہ دونوں بچے چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گئے۔

شیخ العالمؒ رات دن عبادت اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے اپنے نفس کو ہر طرح کی آلودگی سے پاک رکھا۔ آپ نے گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو خدا پرستی اور پرہیزگاری کی تعلیم دی۔ انسان دوستی، مساوات، ہمدردی اور محبت کا درس دیا۔ مذہبی رواداری، اتحاد اور بھائی چارہ جیسی خصوصیات آپ کی تعلیمات میں شامل ہیں۔ آپ نے کشمیر کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کی اور اپنے پیغام کو عام کیا۔

شیخ العالمؒ کشمیری زبان کے بہت بڑے شاعر تھے۔ آپ نے شاعری کو اپنی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ اپنے اشعار کے ذریعہ عوام کو بہترین اخلاق سکھایا اور خدمتِ خلق پر زور دیا۔ آپ کے کلام میں خدا پرستی، پرہیزگاری اور دین داری کا سبق ہے۔ اس میں پندو نصیحت اور اخلاقی تعلیم کا خزانہ ہے۔ آج بھی وعظ و نصیحت کی مجلسوں میں آپ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اکثر کشمیریوں کو آپ کے اشعار زبانی یاد ہیں۔

حضرت شیخ العالمؒ نے ۱۴۳۸ء میں ترہسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ چرار شریف میں دفن ہوئے۔ آپ کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ سے چرار شریف کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ آپ کی زیارت پر ہر وقت عقیدت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔

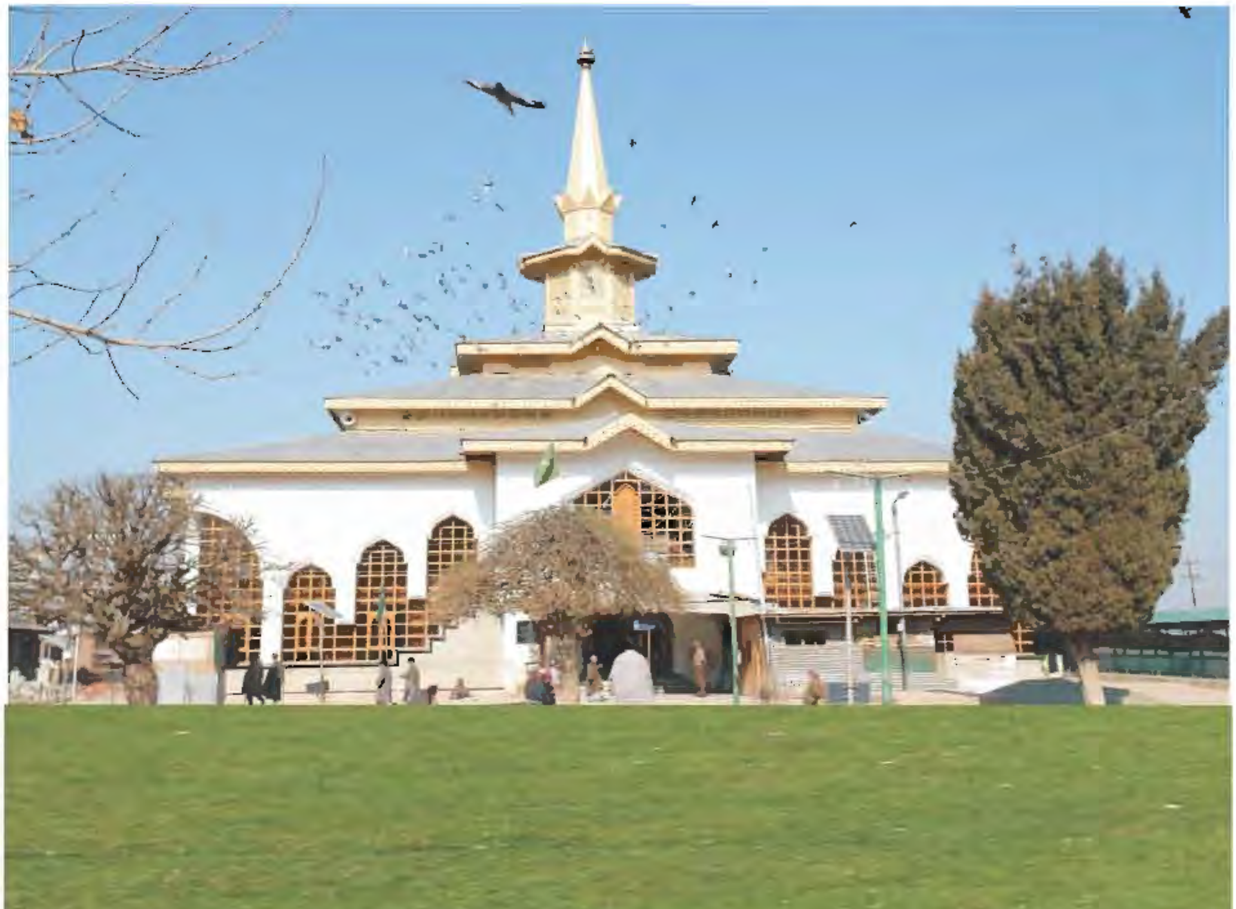

لوگ دور دور سے یہاں آتے ہیں اور رؤحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ کے مقبرے پر جمعرات کو خصوصی اجتماع ہوتا ہے۔

کشمیر کے اولیائے کرام میں حضرت شیخ العالمؒ کو اونچا مقام حاصل ہے۔

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے

صوفی	:	متقی۔ پرہیزگار۔ پارسا
عقیدت	:	اعتقاد
شکست	:	ہار۔ مات
عارفہ	:	خدا شناس خاتون
فیض	:	برکت
ریاضت	:	عبادت۔ زہد۔ پرہیزگاری
دُنیوی امؤر	:	دنیا کے کام کاج
نومولؤد	:	ابھی پیدا ہوا بچہ
تبلیغ	:	پھیلاؤ۔ پرچار
پند	:	نصیحت

مساوات : برابری

خدمتِ خلق : لوگوں کی خدمت

درس : سبق

قیام : ٹھہرنا

۲۔ سوچیے اور بتائیے:

☆ کشمیر میں شیخ العالمؒ کو کن کن القاب سے یاد کیا جاتا ہے؟

☆ شیخ العالمؒ کے آباواجداد کہاں کے رہنے والے تھے؟

☆ شیخ نورالدینؒ نے پہلی بار کس کے کہنے پر دودھ پیا؟

☆ شیخ العالمؒ نے اپنی شاعری میں لوگوں کو کیا پیغام دیا؟

۳۔ سامنے دیے ہوئے الفاظ میں سے صحیح لفظوں کی مدد سے جملوں کو مکمل کیجیے:

☆ آپ کے آباواجداد............... کے راجہ تھے۔ (کشتواڑ/ بھدرواہ)

☆ ہندو لوگ آپ کو............... کہتے ہیں۔ (شیخ العالمؒ / نندہ رِشی)

☆ کچھ دن تک شیخ نورالدینؒ نے اپنی ماں .... کا دودھ نہیں پیا۔

(سدرہ ماجی/ للہ عارفہ)

۴۔ نوٹ بُک پر لکھیے

واحد	جمع	واحد	جمع
مذہب	مذاہب	شعر	اشعار
سبق	اسباق	ذریعہ	ذرائع

۵۔ نیچے دیے ہوئے الفاظ کی ضد لکھیے

مثلاً	رات	دن
	سکوُن	
	اُونچا	
	سچا	
	زندگی	
	روشنی	
	محبت	

۶۔ نیچے دیے ہوئے الفاظ سے مناسب لفظ چُن کر خالی جگہیں پُر کیجیے؟

(شیخ نورالدینؒ   عُرس   لوگ   کرتے   رونق

ساتھ دُعائیں خوش سجایا سلام)

چرارشریف

توقیر بھیّا

یہاں حضرت شیخ العالمؒ .... کے جنم دن کے موقعے پر ہر سال کی طرح .... منایا گیا۔ دور دور سے .... آئے تھے۔ سب لوگ عبادت .... تھے اور .... مانگتے تھے۔ بچے .... تھے۔ بازاروں کو .... گیا تھا۔ ہر طرف خوب .... تھی۔ کاش آپ بھی میرے .... ہوتے! آیندہ ضرور آجانا۔ امّی اور ابُو جی کو میرا .... کہنا۔

گُل ہو جانا | تاریک | دُلارا | نام چمکنا

تاروں بھری رات

لو رات آئی
دنیا پہ چھائی
چندوں نے آکر ڈالا ہے ڈیرا
آنکھوں میں ایسا کاجل بکھیرا
سارے جہاں میں
چھایا اندھیرا

اکثر گھروں کی ہے روشنی گُل
کھیت اور جنگل تاریک بالکل
انسان، حیوان
جان دار، بے جان
چُپ ہو رہے ہیں یا سو رہے ہیں
لو رات آئی
دنیا پہ چھائی
ہے کیا چمک دار
تاروں کا دربار
پھیلے ہوئے ہیں تارے ہی تارے
رہتے ہیں یوں تو خاموش سارے
کرتے ہیں لیکن
باہم اشارے
ندّی کے اندر منہ دیکھتے ہیں
اور دل ہی دل میں خوش ہو رہے ہیں
دریا کی لہریں
پانی کی نہریں

کیا سَج رہی ہیں تاروں بھری ہیں
ہے کیا چمک دار
تاروں کا دربار
اے پیارے تارو
شب کے دُلارو
ہاں صبح تک تم چمکے ہی جاؤ
بھٹکے ہوؤں کو رستے دکھاؤ
ہم کو بھی ایسی
خدمت سکھاؤ
نیکی کریں ہم اور نام چمکے
تاروں کی مانند ہر کام چمکے
ہم کو سلیقہ
آجائے ایسا
دنیا کو ہم سے آرام پہنچے
اے پیارے تارو
شب کے دُلارو

حفیظ جالندھریؔ

۱۔ پڑھیے اور سمجھیے

ڈیرا ڈالنا	:	قیام کرنا، ٹھہرنا
گُل ہو جانا	:	بُجھ جانا
تاریک	:	اندھیرا
باہم	:	آپس میں
شب	:	رات
دُلارا	:	پیارا، لاڈلا
نام چمکنا	:	شہرت پانا، مشہور ہونا
مانند	:	طرح
سلیقہ	:	ہُنر

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ دریا کی لہریں اور پانی کی نہریں کیوں سج رہی ہیں؟

☆ نظم میں کس تمنّا کا اظہار کیا گیا ہے؟

۳۔ نظم میں دیے ہوئے لفظوں سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے

چُپ ہو رہے ہیں ....

نیکی کریں ہم اور نام ....

تاروں کی مانند .... چمکے

.... ہم سے آرام پہنچے

ہم کو بھی ایسی .... سکھاؤ۔

۴۔ نوٹ بک پر لکھیے

رات آئی۔ آسمان پر تارے چمکنے لگے۔ تارے ندی میں ڈُبکی لگا رہے ہیں۔

تارے مسافروں کو راستہ دکھاتے ہیں۔

۵۔ (ا) مثال دیکھ کر الفاظ بنائیے

مثال:	با	+	ر	+	ے	=	بارے
	تا	+	ر	+	ے	=	
	اِشا	+	ر	+	ے	=	
	ما	+	ر	+	ے	=	
	ہا	+	ر	+	ے	=	

مثال دیکھ کر الفاظ بنایئے

مثال:	نا	+	م	=	نام
	کا	+	م	=	
	آ	+	م	=	
	با	+	م	=	
	دا	+	م	=	
	شا	+	م	=	

۶۔ ذیل کے الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے

سلیقہ، کاجل، خدمت، جنگل، نیکی

۷۔ نظم ”تاروں بھری رات“ ترنّم کے ساتھ پڑھیے۔

عدم تشدد | عدم تعاون | بھید بھاو | رہنما | محروم ہونا

گاندھی جی

گاندھی جی گجرات کے ایک گاؤں پور بندر میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا نام موہن داس تھا۔ والد کا نام کرم چند تھا اس لیے ان کا پورا نام موہن داس کرم چند گاندھی پڑا۔ گاندھی جی کو لوگ محبت اور عقیدت سے مہاتما گاندھی اور باپو کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔

گاندھی جی نے ابتدائی تعلیم پور بندر میں ہی حاصل کی۔ وہ سکول کا کام بڑی پابندی کے ساتھ کرتے تھے۔ ان کی عادتیں بڑی اچھی تھیں۔ ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ بڑوں کی عزّت اور خدمت کرتے تھے، محنتی تھے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے وہ انگلستان چلے گئے۔ وہاں انھوں نے بیرسٹری پاس کی۔ واپس ہندوستان لوٹنے پر گاندھی جی نے وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔

کچھ عرصہ بعد گاندھی جی جنوبی افریقہ چلے گئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ رنگ اور نسل کی بنیاد پر انسان اور انسان میں فرق کیا جاتا ہے۔ گورے لوگ سیاہ فام لوگوں پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ جنوبی افریقہ کے باشندوں کے ساتھ ساتھ وہاں رہنے والے ہندوستانی بھی اس ظلم کے شکار تھے۔ گاندھی جی بہت دُکھی ہوئے۔ انہوں نے اس ظلم اور ناانصافی کے خلاف آواز اٹھائی۔ انہوں نے جنوبی افریقہ کی حکومت کے خلاف پُرامن تحریک چلائی جو ستیہ گرہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس تحریک کے دوران گاندھی جی کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن انہوں نے ہمّت نہیں ہاری۔ انسان دوستی کی اس جدوجہد کی بدولت اُن کی شہرت بڑھی اور وہ ہردلعزیز لیڈر بن گئے۔

جنوبی افریقہ سے واپسی پر گاندھی جی ہندوستان کی عملی سیاست میں سرگرم ہوئے۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف آزادی کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ گاندھی جی کی قیادت نے تحریک آزادی میں ایک نئی روح پھونک دی۔ وہ تشدّد کے سخت مخالف تھے۔ انہوں نے لوگوں کو پُرامن جدوجہد کا راستہ دکھایا۔ عدم تشدّد انگریزوں کے خلاف ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہوا۔ گاندھی جی نے انگریزوں کے خلاف عدم تعاون کی تحریک بھی چلائی۔ وہ کئی بار جیل بھی گئے۔

۱۹۴۲ء میں گاندھی جی نے ''ہندوستان چھوڑو'' کی تحریک شروع کی۔ انہوں نے انگریزوں کو ہندوستان آزاد کرنے پر مجبور کیا۔ عوام نے آزادی کے نعرے میں ان کے ساتھ آواز ملادی۔ سارے ملک میں جوش وخروش پھیل گیا۔ بالآخر ۱۹۴۷ء میں ہندوستان

آزاد ہوا۔

گاندھی جی بڑے انسان دوست لیڈر تھے۔ وہ فرقہ پرستی کے ناسور کے خلاف تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی بھائی بھائی ہیں۔ انھیں آپس میں محبت رواداری اور بھائی چارہ کے ساتھ رہنا چاہیے۔ گاندھی جی تشدد کے بھی خلاف تھے۔ انہوں نے عدم تشدد کا پرچار کیا۔ وہ کہتے تھے کہ ہمیں اُن لوگوں سے بھی محبت کے ساتھ پیش آنا چاہیے جو ہم سے نفرت کرتے ہیں۔ گاندھی جی رنگ نسل اور ذات پات کے بھید بھاؤ کے مخالف تھے۔ ہریجن لوگوں کے ساتھ جو ناروا سلوک اُس وقت روا تھا، اسے دیکھ کر گاندھی جی کو بہت دُکھ ہوتا تھا۔ انہوں نے ذات پات کے بھید بھاؤ کے خلاف آواز اٹھائی۔

گاندھی جی گاؤں کی ترقی کے خواہاں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر دیہات خوش حال

ہوں گے تو ملک بھی خوش حال ہوگا۔ اسی لیے انھوں نے گھریلو دستکاریوں پر زور دیا۔ گاندھی جی کا خیال تھا کہ انسان کی محنت ضروری ہے۔ اگر مشینوں نے انسان کی جگہ لے لی اور انسان کا سارا کام مشینوں نے کرنا شروع کیا تو انسان بے کار ہو جائیں گے۔ وہ خود بھی چرخا کاتتے تھے اور چرخے کو اُنھوں نے بڑا رواج دیا۔

۱۹۴۸ء کو ایک افسوس ناک واقعہ پیش آیا جب انسانیت کے دشمن نتھو رام گوڈسے نے گاندھی جی کو اُس وقت گولی ماردی جب وہ عبادت کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ اس طرح ملک کے ایک عظیم رہنما سے محروم ہوگیا۔

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے

سرگرم : پُر جوش

جدوجہد : کوشش

تشدّد : بربریت

عدم تشدّد : تشدّد کے بغیر۔ پُر امن۔

عدم تعاون : تعاون نہ کرنا

تہیّہ کرنا : تیار ہونا۔ ٹھان لینا

فرقہ پرستی : تنگ نظری۔ تعصب

رواداری : محبت۔ میل جول

بھائی چارا : دوستی

پرچار کرنا : پھیلانا

بھید بھاو : فرق۔ تفریق

سلُوک : برتاوَ

خواہاں : چاہنے والا

دستکاری : ہاتھ سے چیزیں بنانا

پرارتھنا : دُعا

عظیم : بہت بڑا

رہنما : راہ دکھانے والا، قائد

محروم ہونا : کھو دینا

ہریجن : ہندوؤں کی ایک نچلی ذات

دی جموں وکشمیر اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ گاندھی جی نے جنوبی افریقہ میں کس چیز کے خلاف آواز اٹھائی ؟

☆ عدم تشدّد سے کیا مراد ہے؟

☆ ۱۹۴۲ء میں گاندھی جی نے کون سی تحریک چلائی ؟

☆ گاندھی جی نے گھریلو دستکاریوں پر کیوں زور دیا؟

☆ گاندھی جی کو اور کس نام سے لوگ یاد کرتے ہیں؟

۳۔ مثال دیکھ کر ہر ایک لفظ کا متضاد لکھیے

مثال:	گورا	کالا
	سچا	
	محبت	
	مُشکل	
	دُشمن	
	آگے	

۴۔ جملے بنائیے

عقیدت تشدُّد جدوجہد رہنما بھید بھاؤ

۵۔ ملا کر پڑھیے

گاندھی جی	اسکول کا کام بڑی پابندی کے ساتھ کرتے تھے
	بڑوں کی عزّت اور خدمت کرتے تھے۔
	تشدّد کے خلاف تھے
	ذات پات اور بھید بھاو کے خلاف تھے۔
	فرقہ پرستی کے خلاف تھے

۶۔ (ا) میں دیے گئے ادھورے جملوں کو (ب) میں دیے گئے ادھورے جملوں سے ملائیے

ا	ب
گاندھی جی نے تحریک آزادی میں	بہت دُکھ ہوتا تھا۔
۱۹۴۲ء میں گاندھی جی نے	بھائی بھائی بنیں۔
وہ چاہتے تھے کہ ہندو مسلمان، سکھ عیسائی	ایک نئی روح پھونک دی
وہ ہریجنوں کے ساتھ مل بیٹھتے اور	اکثر ان کے ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے
ہریجنوں کے ساتھ ناروا سلوک دیکھ کر اُنہیں	ہندوستان چھوڑ دو تحریک شروع کی

۷۔ نیچے دیے ہوئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے

گونپا　　مندر　　گردوارہ　　مسجد　　گرجا

مثال : مسلمانوں کی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں
ہندوؤں کی عبادت گاہ کو .... کہتے ہیں
عیسائیوں کی عبادت گاہ کو .... کہتے ہیں
بودھوں کی عبادت گاہ کو .... کہتے ہیں
سکھوں کی عبادت گاہ کو .... کہتے ہیں ۔

آمدورفت | عبور کرنا | قاعدے | محفوظ

راستہ چلنے کے قاعدے

سکول میں چھٹی کی گھنٹی بجی۔ بچّے گھر جانے لگے۔ احمد اور روی فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے آگے بڑھے۔ روی نے کہا ''آؤ سڑک کے اُس پار چلیں ۔ میں سامنے والی دُکان سے ایک کاپی خریدنا چاہتا ہوں''۔ احمد نے کہا ''ٹھہرو! ہم اس جگہ سے سڑک پار نہیں کرسکتے''۔ روی نے پوچھا ''کیوں''؟

احمد نے کہا ''سڑک پر گاڑیوں کی آمد و رفت بہت زیادہ ہے سڑک کے ایک طرف سے دوسری طرف جانے کے لیے مقررہ مقامات سے ہی عبور کرنا ہوتا ہے۔ عموماً ایسی جگہوں پر خط کھینچے ہوئے ہوتے ہیں۔ چوراہوں سے بھی راستہ پار کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ رہنمائی کا چراغ سبز ہو''۔ روی نے کہا ''چھوڑو ان باتوں کو۔ کیوں ہم خود ہی اپنا راستہ لمبا کریں''۔ احمد نے کہا ''ٹریفک کے قواعد کی پابندی ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ اس طرح راستہ لمبا ہو جائے لیکن اس سے انسان صحیح وسلامت اور بے خطر ہو کر راستہ عبور کرتا ہے۔ جو لوگ گاڑی چلاتے ہیں وہ خط کشیدہ جگہ پر پہنچ کر گاڑی کی رفتار کم کر دیتے ہیں اور پیدل چلنے والوں کو راستہ عبور کرنے کا موقعہ دیتے ہیں''۔ یوں کوئی حادثہ بھی نہیں ہوتا۔

روی نے یہ بات مان لی، دونوں اُس جگہ پہنچے جہاں سڑک کے آر پار سیاہ اور سفید خط کھینچے گئے تھے۔ انہوں نے پہلے دائیں طرف دیکھا اور جب یقین کر لیا کہ کوئی گاڑی نہیں آ رہی ہے تو سڑک کے بیچ میں پہنچ گئے پھر بائیں طرف دیکھا اور آگے بڑھ کر دوسری جانب فُٹ پاتھ پر پہنچ گئے۔ دوسرے دن روی نے اپنے استاد سے پوچھا کہ سڑک پر آمد و رفت کے کون سے قاعدے ہیں اور ان پر عمل کرنا کیوں ضروری ہے۔ اُستاد نے سمجھایا۔

سڑکوں پر عموماً پیدا چلنے والے لوگوں اور گاڑیوں کی آمد و رفت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے حادثوں کا بہت امکان ہوتا ہے۔ ان حادثوں اور نقصانات سے بچنے کے لیے کچھ قاعدے مقرر کیے گئے ہیں۔ ان قاعدوں پر عمل کرنا ہماری اپنی سلامتی کے لیے ضروری ہے۔ اگر ہم گاڑی چلا رہے ہوں تو بھیڑ کا خیال رکھ کر گاڑی آہستہ چلائیں۔ پیدل چل

رہے ہوں یا گاڑی چلا رہے ہوں، ہمیشہ سڑک کے بائیں جانب رہ کر چلیں۔ سڑک پار کرنی ہو یا چوراہے پر مڑنا ہو تو مقررہ مقامات سے دائیں بائیں اچھی طرح دیکھ کر مُڑیں۔ چوراہوں پر تعینات ٹریفک پولیس کی ہدایت کی پابندی کریں۔

بڑے بڑے شہروں میں چوراہوں پر جو سگنل لگے ہوتے ہیں ان میں لال رنگ چلتی ہوئی گاڑیوں کو رُکنے، پیلا رنگ ٹھہری ہوئی گاڑیوں کو چلنے کے لیے تیار رہنے اور ہرا رنگ دوبارہ چلنے کا اشارہ ہے۔

کہیں کہیں سڑک پر سیاہ اور سفید خط کھینچے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسے زیبرا کراسنگ کہتے ہیں، اسی جگہ پر سڑک کو پار کرنا مناسب ہے۔ لیکن سڑک پار کرتے ہوئے دائیں بائیں دیکھنا ضروری ہے۔

جہاں آنے اور جانے کے لیے ایک ہی سڑک ہوتی ہے وہاں سڑک کے بیچوں بیچ ایک سفید لکیر کھینچی ہوئی ہوتی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ بائیں طرف کی آدھی سڑک جانے والی گاڑیوں کے لیے اور دائیں طرف کی آدھی سڑک سامنے سے آنے والی گاڑیوں کے لیے ہے۔ اس کی پابندی بھی ضروری ہے۔ ورنہ حادثہ ہوسکتا ہے۔

سڑکوں کے کناروں پر آپ نے ایسے بورڈ دیکھے ہوں گے جن پر نشانات لگے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ نشانات ایسے ہیں:

	یہ اس بات کا نشان ہے کہ سڑک آگے جا کر دائیں کو مڑتی ہے۔
	یہ سڑک کے بائیں طرف مڑنے کا نشان ہے

	یہ علامت بتاتی ہے کہ آگے چوراہا ہے۔گاڑی کی رفتار کم کریں۔
	آگے راستہ ٹیڑھا ہے۔
	آگے سڑک ناہموار ہے
	آگے اسکول ہے، گاری کی رفتار کم کریں۔
	آگے ریلوے پھاٹک ہے۔
	آگے راستہ بند ہے۔

اُستاد نے بتایا کہ ٹریفک کے ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو حادثے نہیں ہوں گے اور جان و مال دونوں محفوظ رہ سکتے ہیں۔

۱۔ پڑھیے اور سمجھیے

آمدورفت : آنا اور جانا

مقررہ : مقرر کیا ہوا۔ طے کیا ہوا

رہنمائی : راستہ دکھانا

عبور کرنا : پار کرنا

خط : لکیر۔ نشان

اِمکان : ممکن ہونا، ہوسکنا

قاعدے : قانون۔ ضابطے۔ اصول

محفوظ : سلامت۔ حفاظت

۲۔ پڑھیے اور لکھیے

☆ راستہ چلنے کے قاعدوں کو اپنانے سے کیا فائدہ ہے؟

☆ زیبرا کراسنگ سے کیا مُراد ہے؟

☆ لال روشنی کا کیا مطلب ہے؟

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ سے جملے بنائیے

محفوظ ٹریفک رفتار نشان سڑک

۴۔ مثال دیکھ کر الفاظ ملائیے

مثال:	آگے	+	پیچھے	=	آگے پیچھے
	اُوپر	+	نیچے	=	
	اُدھر	+	اِدھر	=	
	دائیں	+	بائیں	=	
	جانے	+	مانے	=	

۵۔ نوٹ بک پر لکھیے

فُٹ پاتھ	پگڈنڈی۔ پیدل چلنے والوں کے لیے راستہ	Foot Path
ٹریفک	گاڑیوں کا آنا جانا	Traffic
بورڈ	تختے۔ بڑی تختیاں	Board
زیبرا کراسنگ	سڑک پر سیاہ اور سفید خط	Zebra Crossing
سگنل	اِشارہ	Signal

داستان | موجد | غُبارہ | گیسولین | کل پُرزہ

ہوائی جہاز

کیا آپ نے ہوائی جہاز دیکھا ہے۔ یہ ہوا میں پرندوں کی طرح اُڑتا ہے۔ اس کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے اور اسکے ذریعے لمبے لمبے سفر جلدی اور آسانی سے طے کیے جاتے ہیں۔ جنگل ہوں یا پہاڑ، یہ ہوائی جہاز کے راستے کی روکاوٹ نہیں بن سکتے۔ اِسے نہ سڑک چاہیے نہ پُل، یہ ہوا میں اُڑتا ہے۔ ہوا میں اُڑنے کے لیے اسے گیسولین ضروری قُوّت فراہم کرتا ہے۔

ہوائی جہاز بڑے کام کی چیز ہے۔ انسان اس سے طرح طرح کے کام لیتا ہے۔ جنگ ہو یا امن، ہوائی جہاز ہر وقت کام آتا ہے۔

ہوائی جہاز کیسے بنا؟ اسے کس نے ایجاد کیا؟ یہ ایک دلچسپ داستان ہے۔ ہوا میں اُڑانے کی کوشش سب سے پہلے فرانس کے رہنے والے دو بھائیوں نے کی۔ اُنہوں نے ایک غُبارا بنایا۔ اُس میں گرم ہوا بھر دی اور اُسے ہوا میں اُڑانے کی کوشش کی۔ کافی کوششوں کے بعد غبارا آسمان کی طرف لپکنے لگا۔ لوگ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

کچھ عرصہ بعد ایک اور فرانسیسی سائنسدان نے ایک دوسری طرح کا غبارا بنایا اور اس میں گیس بھر دی۔ یہ غبارے سے زیادہ بہتر ثابت ہوا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ اور لوگوں نے بھی اس طرح کی کوششیں کیں۔ کئی قسم کے غبارے بنائے گئے۔ یہ تمام غبارے ہمیشہ ہی زیادہ کارآمد ثابت نہیں ہوئے۔ کیونکہ ہوا انہیں

ایک طرف سے دوسری طرف دھکیلتی تھی۔ ان میں سمت بدلنے کا انتظام بھی نہ تھا۔

۱۸۹۰ء کے آس پاس ایک جرمن ماہر نے گلائیڈر بنایا اور اس میں اُڑان بھرنے کی کوشش کی۔ اس گلائیڈر میں کوئی انجن نہ تھا۔ اُس نے گلائیڈر کے لیے ایک انجن بنانے کی بھی کوشش کی۔ گو کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکا پھر بھی ہوائی جہاز بنانے کی جانب یہ ایک اہم قدم تھا۔

جہاز بنانے کے اس کام کو رائٹ بھائیوں نے آگے بڑھایا۔ رائٹ برادرس امریکہ کے رہنے والے دو بھائی تھے۔ ان میں ایک کا نام وِلبر رائٹ اور دوسرے کا اروِل رائٹ تھا۔ شروع میں وہ رنگ ساز تھے۔ پھر انہوں نے سائیکل بنانے کا ایک کارخانہ کھولا۔ دونوں بھائی مختلف قسم کے کل پُرزے بنانے میں ماہر تھے۔ دونوں کی خواہش تھی کہ وہ ہوا میں اُڑسکیں۔ ہوا میں اُڑنے کے لیے انہوں نے رات دن محنت کی۔ طرح طرح کے تجربے کیے۔ کافی تجربے کرنے کے بعد وہ گلائیڈر کے لیے انجن بنانے میں کامیاب ہوئے۔

۱۹۰۳ء میں وہ اس گلائیڈر کی مدد سے کچھ دیر کے لیے ہوا میں اُڑ سکے۔ یہ انسان کی پہلی کامیاب اُڑان تھی۔ ہوا میں اُڑنے والی یہ مشین کسی وجہ سے خراب ہوئی۔ رائٹ بردرس نے اسے ٹھیک کرنے کے لیے اَن تھک کوشش کی۔ اُنہوں نے دوسرا جہاز بنایا۔ کوششیں جاری رکھیں اور آخر کار وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ اس طرح رائٹ بردرس کو ہوائی جہاز کا موجد کہا جا سکتا ہے۔ ان کی اس ایجاد کی بدولت دنیا کے اکثر ممالک ایک دوسرے سے جُڑ گئے ہیں۔ اب ہم مہینوں کا سفر گھنٹوں اور گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے کر سکتے ہیں۔ ہوائی جہاز سائنس کی دُنیا میں ایک تاریخی ایجاد ہے۔

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے

طے کرنا : پورا کرنا

کام کی چیز : مُفید، کام آنے والی چیز

داستان : قصہ، کہانی

موجِد : ایجاد کرنے والا، بنانے والا

غُبارہ : ایک کھلونا

گیسولین : پٹرول کی ایک قسم جو ہوائی جہاز میں ایندھن کے طور پر استعمال ہوتی ہے

کارآمد : مُفید، کام آنے والا

کل پُرزہ : مشین کا پُرزہ

سمت : طرف، رُخ

۲۔سوچیے اور بتائیے

☆ ہوائی جہاز کس نے ایجاد کیا؟

☆ ہوائی جہاز کے کیا کیا فائدے ہیں؟

☆ گلائیڈر کسے کہتے ہیں؟

۳۔ان الفاظ کو جُملوں میں استعمال کیجیے

پُل، رفتار، حادثہ، آسمان، ہوا

۴۔(ا) کے ہر جملے کا دوسرا حصہ (ب) میں تلاش کر کے جملے مکمل کیجیے

(ا)	(ب)
ہوا میں اُڑنے کی کوشش سب سے پہلے	کل پُرزے بنانے میں ماہر تھے
وقت گزرنے کے ساتھ اور لوگوں نے بھی	کے لیے انجن بنانے میں کامیاب ہوئے
دونوں بھائی مختلف قسم کے	اسی طرح کی کوششیں کیں۔
کافی تجربے کرنے کے بعد وہ گلائیڈر	فرانس کے رہنے والے دو بھائیوں نے کی

۵۔ خالی جگہیں پُر کیجیے؟

خواہش	خواہشیں	بُنیاد	بُنیادیں
کوشش	....	یاد	....
روش	....	دیوار	دیواریں
گنجائش	....	تلوار	....
سازش	....	قطار	....

۶۔ لکھیے

☆ ہاتھی چنگھاڑتا ہے۔

☆ شیر دھاڑتا ہے۔

☆ گھوڑا ہنہناتا ہے۔

☆ کتا بھونکتا ہے۔

۷۔ درجِ ذیل جملوں میں سے اسم نکرہ اور اسم معرفہ تلاش کر کے نوٹ بک پر لکھیے

مکہ اور مدینہ سعودی عرب کے دو شہر ہیں۔ مدینۂ منوّرہ میں حضرت محمدؐ کی آخری آرامگاہ ہے۔ مکۂ معظّمہ میں مسجدِ کعبہ ہے۔ مکہ کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔

کڑی | جھجک | لَو لگانا | ملوُل | مضطرب

بڑھے چلو

اُٹھو اُٹھو، اُٹھو اُٹھو   کمر کسو، کمر کسو
سحر سے پہلے چل پڑو   کڑی ہے راہ دوستو
تھکن کا نام بھی نہ لو
بڑھے چلو، بڑھے چلو
جھجک نہ دل میں لاؤ تم   بس اب قدم بڑھاؤ تم
ذرا نہ ڈگمگاؤ تم   خدا سے لَو لگاؤ تم
ملول و مضطرب نہ ہو
بڑھے چلو، بڑھے چلو

اُٹھا دیا قدم اگر   تو ختم ہے بس اب سفر
ہے راہ صاف و بے خطر   نہ کوئی خوف ہے نہ ڈر
چلو چلو چلو چلو
بڑھے چلو، بڑھے چلو

تمہارے ہم سفر جو تھے   وہ منزلوں پہ جا لگے
سب آگے تم سے بڑھ گئے   مگر ہو تم پڑے ہوئے
ذرا سمجھ سے کام لو
بڑھے چلو بڑھے چلو

دلوں میں ہے جو ولولہ   تو ڈال دو گے زلزلہ
کہ ہے بلند حوصلہ   وہ سامنے ہے مرحلہ
وہیں پہنچ کے سانس لو
بڑھے چلو، بڑھے چلو

۱۔ پڑھیے اور سمجھیے

کڑی : دُشوار، مشکل

جھجک : خوف، ہچکچاہٹ

لَو لگانا : رجوع کرنا ، دھیان لگانا

ملؤل : اُداس، غمگین

مضطرب : اضطراب میں، بے قرار، بے چین

زلزلہ : بھونچال

۲۔ سوچیے اور بتایئے

☆ اس نظم میں سفر سے شاعر کی کیا مُراد ہے؟

☆ دل میں اگر ولولہ ہو تو آدمی کیا کرسکتا ہے؟

۳۔ نیچے دیے ہوئے مصرعوں میں جو جگہیں خالی چھوڑ دی گئیں ہیں انہیں نظم دیکھ کر پورا کیجیے:

☆ .... کا نام بھی نہ لو ۔

☆ .... نہ لاؤ دل میں تم ۔

☆ وہ سامنے ہے ....

☆ .... سے کام لو

۴۔ ہر لفظ کے ساتھ سابقہ ''ہم'' جوڑ کر نیا لفظ بنائیے اور نئے لفظوں کے معانی لکھیے

مثال:

لاحقہ	لفظ	نیا لفظ	معنی
ہم	سفر	ہم سفر	ایک ساتھ سفر کرنے والا
ہم	قدم	ہم قدم	
ہم	راز	ہم راز	
ہم	سایہ		
ہم	وطن		
ہم	پیشہ		
ہم	جماعت		
ہم	نشیں		
ہم	شکل		

۵۔ نوٹ بک پر لکھیے

ہر کام خدا کا نام لے کر شروع کرنا چاہیے۔ آدمی کو ڈرنا نہیں چاہیے۔
ہمت سے کام لے کر منزل ضرور ملتی ہے۔ مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔
کام کرنے کے لیے ولولہ چاہیے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶۔ یہ نظم یاد کیجیے اور نوٹ بک پر لکھیے

بارہ دری | موئے مقدس | قرار گاہ | فیض یاب

درگاہ حضرت بل

درگاہ حضرت بل سرینگر میں لالچوک سے دس کلو میٹر دور مشہور جھیل ڈل کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ حضرت بل کے مغرب میں کشمیر یونیورسٹی، مشرق میں ڈل کے بیچوں بیچ خوب صورت چاری چناری اور جنوب میں تھوڑے فاصلے پر نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی نام کا ادارہ واقع ہے۔

حضرت بل کا پرانا نام صادق آباد تھا۔ مغل بادشاہ شاہجہاں کے ایک صوبیدار صادق خان تہرانی نے ۱۶۲۳ء میں اس جگہ پر ایک خوبصورت باغ تعمیر کروایا۔ باغ کے ساتھ ہی انہوں نے یہاں پر ''عشرت محل'' نام کی بارہ دری بھی بنوائی۔ ۱۶۳۴ء میں جب شاہجہاں کشمیر آئے تو اُن کو یہ بارہ دری بہت پسند آئی۔ اُن کے حکم سے ''عشرت محل'' کو ایک

عبادت خانے میں تبدیل کیا گیا۔

مغل بادشاہ اورنگ زیب کے دورِ حکومت میں رسولِ پاک ﷺ کا موئے مقدس واردِ کشمیر ہوا۔ موئے مقدس کو پہلے نقشبند صاحبؒ کی زیارت میں رکھا گیا، جہاں جگہ کی کمی کے سبب شہر کے بزرگ اور سنجیدہ لوگوں کے مشورے پر درگاہ حضرت بل کو ہی اس کی مستقل قرارگاہ مقرر کیا گیا۔ اُس وقت کشمیر کے گورنر فاضل خان تھے۔ انہوں نے صادق آباد کا نام تبدیل کر کے حضرت بل رکھا۔ اس کے بعد عبادت گاہ کی توسیع کی گئی۔

حضرت بل کو جموں و کشمیر کے مذہبی مقامات میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اسے حضرت بل کے علاوہ آثارِ شریف ، مدینۃ الثانی اور درگاہ شریف بھی کہتے ہیں۔ ۱۹۶۸ء میں اس درگاہ کی تعمیرِ نو مسجد نبویؐ کے طرز پر شروع کی گئی ، جو ۱۹۷۹ء میں مکمل ہوئی۔ حضرت بل کی نئی عمارت سنگِ مرمر سے بنائی گئی ہے۔ درگاہ کو جاذبِ نظر بنانے کے لیے اس کے چاروں طرف خوبصورت اور دلکش باغ بنائے گئے ہیں۔

حضرت بل مذہبی سیاحتی مقام کے طور پر بھی دُنیا بھر میں مشہور ہے۔ یہاں سال بھر زائرین اور سیاحوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ جمعہ کے دن کشمیر کے کونے کونے سے لوگ یہاں آ کر نماز ادا کرتے ہیں۔ عید میلاد النبیؐ اور معراج النبیؐ کے موقعوں پر لاکھوں

عقیدت مند موئے مقدس کی زیارت سے فیض یاب ہوتے ہیں ۔ حضرت بل عقیدت ، اعتقاد، اور فیض و برکت کا سر چشمہ ہے ۔

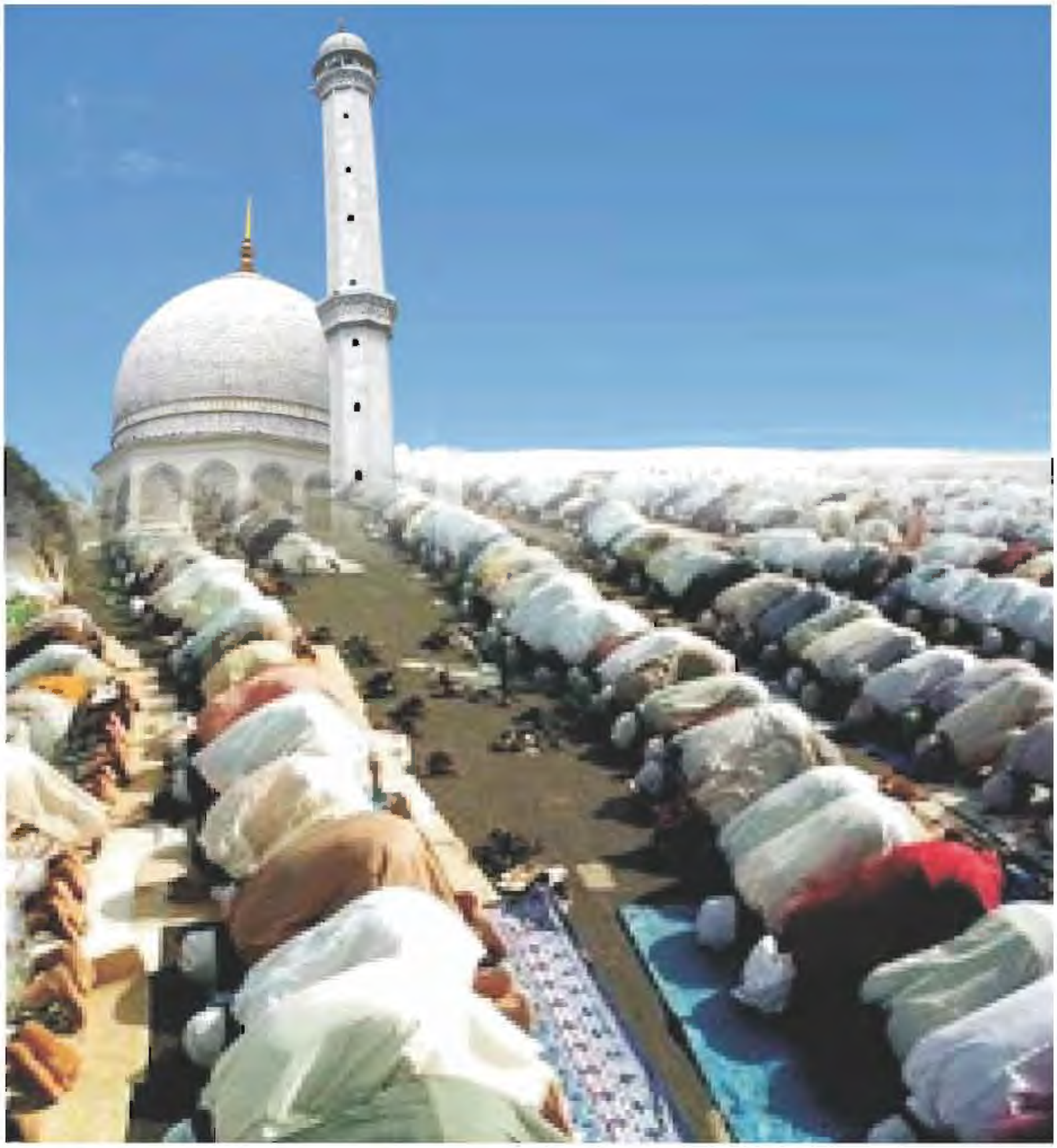

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے

بارہ دری : بارہ دروازوں والا مکان

موئے مقدس : حضرت محمدؐ کا متبرک بال

وارد : پہنچنا

مستقل : ہمیشہ۔ پائیدار

توسیع : وسعت۔ بڑھاوا

جاذب نظر : اچھا نظر آنے والا۔نظر کو کشش کرنے والا

زائرین : زیارت کرنے والے۔عقیدت مند

اعتقاد : یقین ۔بھروسہ۔عقیدہ

فیض یاب : فائدہ

سرچشمہ : منبع

عیدمیلادالنبیؐ : حضرت محمدؐ کی ولادت کا دن

اورنگ زیب : مغلیہ خاندان کا چھٹا بادشاہ

شاہجہاں : مغلیہ خاندان کا طاقتور بادشاہ

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ حضرت بل کہاں واقع ہے؟

☆ حضرت بل کا پرانا نام کیا تھا؟

☆ ''عشرت محل'' کس نے تعمیر کروایا؟

☆ موئے مقدس کی مستقل قرارگاہ کہاں ہے؟

☆ کن دو خاص موقعوں پر حضرت بل میں موئے مقدس کی زیارت کروائی جاتی ہے؟

۳۔ کالم ''الف'' کے حصوں کو کالم ''ب'' کے ساتھ جوڑ کر مناسب جملے بنائیے

کالم الف	کالم ب
حضرت بل کا	مدینۃ الثانی بھی کہتے ہیں
اورنگ زیب	زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے
عشرت محل	پرانا نام صادق آباد تھا
حضرت بل میں	میں رنگ برنگے شکارے ہوتے ہیں
ڈل جھیل	ہندوستان کا بادشاہ تھا
درگاہ حضرت بل کو	صادق خان نے تعمیر کروایا

۴۔ خالی جگہوں کو نیچے دیے گئے اشاروں کی مدد سے پُر کیجیے

	بھ	
	ا	ب
	و	ف

اشارے

دائیں سے بائیں

☆ امی کے ساتھ فون پر................کرو

☆ امی کے ساتھ................ پر بات کرو

اوپر سے نیچے

☆................خطرناک جانور ہے۔

☆ پہاڑوں پر................گرتی ہے

۵۔ نیچے دیئے گئے لفظوں کو جوڑ کر نئے لفظ بنائیے

عبادت خانہ	=	خانہ	+	عبادت	مثال
	=		+	ڈاک	
	=		+	شفا	
	=		+	مسافر	
	=		+	غسل	

جراثیم | خوردبین | تدارک | معتدی | دھن کا پکا

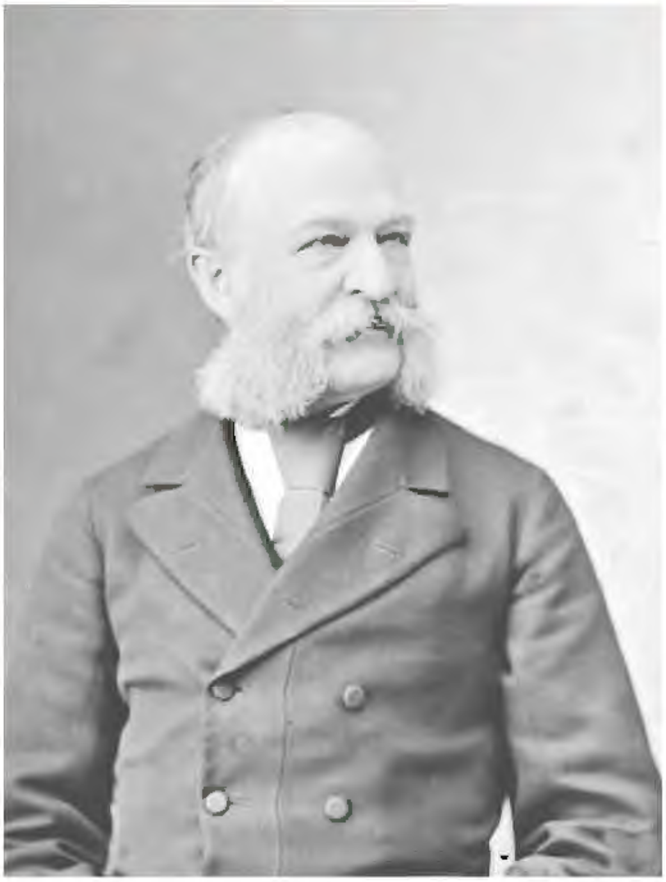

لوئی پاسچر

ہماری دنیا میں طرح طرح کے چرند و پرند، پیڑ پودے اور کیڑے مکوڑے پائے جاتے ہیں۔ باقی جاندار چیزوں کی طرح کیڑے مکوڑوں کی بھی عجیب وغریب قسمیں ہیں۔ کچھ چھوٹے ہیں تو کچھ بڑے۔ کوئی زمین پر رینگتا ہے تو کوئی ہوا میں اڑتا ہے۔ ان کیڑوں کو ہم دیکھ سکتے ہیں اور چاہیں تو انہیں پکڑ بھی سکتے ہیں۔ لیکن کچھ کیڑے اتنے چھوٹے ہیں کہ پکڑنا تو دور ہم انہیں دیکھ بھی نہیں سکتے۔ ان کیڑوں کو جراثیم کہتے ہیں۔ ہم انہیں صرف خوردبین سے ہی دیکھ سکتے ہیں۔ جراثیم کا پتہ سب سے پہلے فرانس کے ایک مشہور سائنس دان لوئی پاسچر نے لگایا تھا۔

اُس نے اپنی ساری عمر جراثیم کی تحقیق میں صرف کی۔ لوئی پاسچر نے اپنی تحقیق اور تجربوں سے ثابت کیا کہ انسان میں اکثر بیماریاں جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ جراثیم ہمیشہ ہوا میں اُڑتے رہتے ہیں۔ اِنہی جراثیم کی وجہ سے ایک شخص کی بیماری دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے۔ پاسچر نے کئی ایک متعدی بیماریوں کا پتہ لگایا اور ان کی روک تھام کے لیے بہت سی دوائیں بھی دریافت کیں۔ ان دواؤں کے استعمال سے بیماریوں پر قابو پایا جاسکا۔ یہ دوائیں انسانیت کو اِس سائنس دان کی عظیم دین ہے۔

لوئی پاسچر فرانس کا رہنے والا تھا وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ پاسچر کے باپ کی تمنا تھی کہ اس کا بیٹا کالج میں پروفیسر ہو جائے۔ پاسچر کو اسکول میں داخل کیا گیا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے پیرس یونیورسٹی میں داخلہ لیا۔ بیس برس کی عمر میں پاسچر نے یونیورسٹی سے سند حاصل کی۔ اپنی محنت اور قابلیت کی وجہ سے پاسچر کو پیرس کے ایک کالج کی تجربہ گاہ میں نوکری ملی۔ یہاں پاسچر کو نت نئے تجربے کرنے کا موقعہ ملا۔ یہاں وہ کتابیں پڑھتا رہا اور نئی نئی چیزیں معلوم کرنے میں جُٹ گیا۔ پاسچر نے مسلسل محنت کی۔ اس طرح وہ نئی چیزیں دریافت کرنے میں کامیاب ہوا۔ کامیابی نے اس کے سامنے ترقی کے راستے کھول دیے۔ اُسے پیرس کے ہی ایک کالج میں پروفیسر مقرر کیا گیا۔

یہ وہ وقت تھا جب سائنس دان اس بات کی تحقیق کر رہے تھے کہ دودھ کیسے دہی میں تبدیل ہوتا ہے؟ آٹے میں خمیر کیسے بنتا ہے؟ کوڑا کرکٹ کیوں سڑتا ہے؟ پکا ہوا کھانا دیر تک کھلا چھوڑنے پر خراب کیوں ہو جاتا ہے؟ مختلف سائنسدان طرح طرح کے اسباب

بیان کر رہے تھے۔ جو بھی تصورات یا اسباب پیش کیے جاتے سائنسی طور پر ان کی تصدیق نہیں ہوتی تھی۔ پاسچر نے بھی ان تبدیلیوں پر غور کرنا شروع کیا۔ انہی دنوں اس کی منگنی ہوئی۔ شادی کی تاریخ مقرر کی گئی۔ لیکن پاسچر اپنے کام میں مشغول رہا۔ وہ اپنی دُھن کا پکا تھا۔ اس کے شوق اور تحقیق کے جذبے کا عالم یہ تھا کہ وہ اکثر کھانا پینا بھول جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اسے اپنی شادی کی تاریخ بھی یاد نہ رہی۔ شادی کے دن بھی وہ اپنی تجربہ گاہ میں مصروف رہا۔ رشتے دار اور دوست بارات کی تیاری میں تھے لیکن دولھا غائب تھا۔ ڈھونڈنے پر معلوم ہوا کہ پاسچر اپنی تجربہ گاہ میں مشغول ہے۔ دوستوں نے یاد دلایا ''پاسچر! تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ تمہیں یہاں نہیں ہونا چاہیے یہ تو تمہاری خوشی کا دن ہے''۔ ہاں ہاں یہ خوشی کا دن ہے۔ میں بہت ہی خوش ہوں۔ آج میں اس نتیجے پر پہنچا کہ دودھ جراثیم کی وجہ سے دہی میں تبدیل ہوتا ہے۔ خمیر جراثیم کی وجہ سے بنتا ہے۔ پکا ہوا کھانا کھلا چھوڑنے پر جراثیم کی وجہ سے سڑ جاتا ہے۔ یہ جراثیم اتنے چھوٹے ہیں کہ تم انہیں آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ اپنی اس دریافت پر میں بہت ہی خوش ہوں''۔

سچ تو ہے کہ پاسچر کو شادی سے زیادہ خوشی اپنی نئی دریافت پر تھی۔ جراثیم کی اس تحقیق کے بعد سوال پیدا ہوا کہ کیا یہ کیڑے سڑنے والی چیزوں سے پیدا ہو جاتے ہیں یا پہلے سے ہی ہوا میں موجود ہوتے ہیں۔

پاسچر نے اپنے تجربوں سے ثابت کیا کہ جراثیم ہمیشہ ہوا اور مٹی میں رہتے ہیں۔ موقع پا کر یہ ہر چیز میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ وہیں پر پرورش پانے لگتے ہیں اور ان کی

تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔

پاسچر نے پاگل کتے کے کاٹنے کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیماری ریبیز کا علاج بھی دریافت کیا۔ دنیا بھر میں ریبیز کے مریضوں کا علاج پاسچر کی تحقیق ہی سے ممکن ہوا ہے۔ پاسچر کا ہم سب پر بہت احسان ہے۔ آج کل دنیا کے ہر حصے میں پاسچر انسٹی ٹیوٹ قائم ہیں۔ ان اداروں کی تحقیقات کی بدولت لاکھوں انسانی جانیں بچ جاتی ہیں۔ لوئی پاسچر جیسے لوگ کسی بھی قوم کا اثاثہ ہوتے ہیں۔

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے

جراثیم : انتہائی چھوٹے کیڑے جو خوردبین کے بغیر نظر نہیں آتے۔

خوردبین : ایک آلہ جس سے چھوٹی چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔

تحقیق : دریافت کرنا، ریسرچ

تدارک : روک تھام

متعدی : وہ مرض جو ایک سے دوسرے کو لگے

تائید : حمایت، تقویت

اسباب : وجوہات

دھن کا پکّا : مستحکم ارادے والا

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ جراثیم کیا ہوتے ہیں؟

☆ جراثیم کے بارے میں سب سے پہلے کس نے پتہ لگایا؟

☆ متعدی بیماری کیا ہوتی ہے؟

☆ پکا ہوا کھانا دیر تک کھلا چھوڑنے پر کیوں خراب ہو جاتا ہے؟

☆ لوئی پاسچر اپنی کس دریافت پر بہت خوش تھا؟

☆ دودھ کیسے دہی میں تبدیل ہوتا ہے؟

۳۔ نیچے دیے ہوئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہیں پُر کیجیے

جراثیم، خمیر، تحقیق، سند، اکلوتا

☆ انسانوں میں اکثر بیماریاں .... کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

☆ بیس برس کی عمر میں پاسچر نے یونیورسٹی سے .... حاصل کی۔

☆ آٹے میں .... کیسے بنتا ہے؟

دی جموں وکشمیر اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

☆ پاسچر نے اپنی ساری عمر جراثیم کی .... میں صرف کی۔

☆ پاسچر والدین کا .... بیٹا تھا۔

۴۔ کالم ''الف'' اور کالم ''ب'' کے ادھورے جُملے مِلا کر بامعنی جملے بنایئے

(ا)	(ب)
جراثیم کا پتہ سب سے پہلے	بہت ہی احسان ہے۔
انسانوں میں اکثر بیماریاں	پاسچر انسٹی چیوٹ قائم ہیں۔
جراثیم کی وجہ سے ایک شخص	کی بیماری دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے۔
جراثیم ہمیشہ ہوا اور	مٹی میں رہتے ہیں۔
آج کل دنیا کے ہر حصے میں	جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں
پاسچر کا ہم سب پر	فرانس کے ایک مشہور سائنس دان لوئی پاسچر نے لگایا

۵۔ نوٹ بک پر لکھیے

☆ لوئی پاسچر نے کئی متعدی بیماریوں کا پتہ لگایا۔

☆ لوئی پاسچر نے ریبیز کا علاج دریافت کیا۔

☆ لوئی پاسچر نے دریافت کیا کہ خمیر جراثیم کی وجہ سے خراب ہو جاتا ہے۔

☆ لوئی پاسچر نے دریافت کیا کہ دودھ جراثیم کی وجہ سے دہی میں تبدیل ہوتا ہے۔

۶۔مثال دیکھ کر خالی جگہیں پُر کیجیے ؟

مثال:	سائنس	+	دان	=	سائنس دان
	سیاست	+	دان	=	
	زبان	+	دان	=	
	اُردو	+	دان	=	
	ریاضی	+	دان	=	

بگڑی بنانا | کال | جیالے | اُجالے

کسانوں کا گیت

قدم اپنا آگے بڑھاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے
زمینوں پہ جب ہل چلاتے چلیں گے
تو مٹی سے سونا اُگاتے چلیں گے
نشاں بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے

کہیں چاولوں سے سجائیں گے دُنیا
کہیں باجرے سے بسائیں گے دُنیا
چنے کی کہیں ہم بنائیں گے دنیا
جو ہے کال اس کی مٹائیں گے دُنیا
نشان بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے
نہیں کام کرنے سے ہم تھکنے والے
جہاں جانتا ہے کہ ہم ہیں جیالے
اندھیرے کی دُنیا میں ہم ہیں اُجالے
کہ ہیں ہم بڑی سخت محنت کے پالے
نشان بھوک کا ہم مٹاتے چلیں گے
زمانے کی بگڑی بناتے چلیں گے

(جگن ناتھ آزاد)

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے:

بگڑی بنانا : خراب حالت کو سُدھارنا

کال	:	قحط، خشک سالی
جیالے	:	بہادر، دلیر، جرأت مند
اُجالے	:	روشنی، چمک، نور
محنت کے پالے	:	بہت ہی محنتی

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ کسان زمانے کی بگڑی کیسے بناتے ہیں؟

☆ مٹی سے سونا اُگانے سے کیا مراد ہے؟

☆ نظم میں کون کون سی فصل کا ذکر ہوا ہے؟

۳۔ کالم "الف" میں دیئے گئے ادھورے مصرعوں کے باقی حصے کالم "ب" میں سے تلاش کر کے مصرعے مکمل کیجیے

(ا)	(ب)
نہیں کام کرنے سے ہم	ہیں جیالے۔
اندھیرے کی دنیا میں ہم	تھکنے والے۔
جہاں جانتا ہے کہ ہم	محنت کے پالے۔
کہ ہیں ہم بڑی سخت	ہیں اُجالے۔

۴۔ مثال دیکھ کر خالی جگہوں میں ہم آواز الفاظ لکھیے

مثال:	بڑھاتے	سجائیں	والے
	بناتے	بنائیں	اُجالے
	چلاتے	چلائیں	گالے
	....	....	....
	....	....	....
	....	....	....
	....	....	....

موسلا دھار | قلّت | جذب کرنا | آلودگی | بعض

پانی

برسات کا موسم تھا۔آسمان پر گھنے بادل چھائے ہوئے تھے۔خوشبو اور اُس کا بھائی راجا سکول سے گھر لوٹ رہے تھے کہ اچانک موسلا دھار بارش شروع ہوئی ۔ دونوں بچّے بُری طرح بھیگ گئے ۔مشکل سے وہ گھر پہنچے ۔اُن کی ماں دروازے پر کھڑی بے صبری سے اُن کا انتظار کر رہی تھی ۔ گھر میں داخل ہوتے ہی بچوں نے کپڑے بدلتے ہوئے بارش کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ ماں دونوں بچّوں کو پیار سے سمجھانے لگی :

ماں : بارش کو بُرا نہیں کہتے

راجا: بُرا کیوں نا کہیں ، ہماری وردی اور کتابوں کا یہ حال !

ماں: بچّو! بارش اللہ کی رحمت ہے

خوشبو: ماں کیسی رحمت؟

ماں: بارش کی وجہ سے پانی ہے۔ پانی نہیں تو زندگی نہیں!

راجا: وہ کیسے؟

ماں: جب ہمیں پیاس لگتی ہے تو ہمیں پانی چاہیے۔ اگر پانی نہ ملے تو کیا ہوگا؟

خوشبو: تو ہم زندہ نہیں رہ سکیں گے۔

ماں: اب آپ سمجھ گئے نا کہ پانی زندہ رہنے کے لیے ضروری ہے۔ ہم پانی سے منھ ہاتھ دھوتے ہیں، کھانا پکاتے ہیں، نہاتے ہیں، کپڑے دھوتے ہیں، کھیتوں کی سینچائی کرتے ہیں۔

راجا: یہ جو بارش برستی ہے آتی کہاں سے ہے ماں؟

ماں: آسمان سے

خوشبو: کیا یہ آسمان میں موجود ہوتی ہے

ماں: نہیں بیٹے۔ سورج کی گرمی سے پانی بخارات میں تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ بخارات ہوا کا حصّہ بن کر آسمان کی طرف اُڑتے ہیں۔ فضا میں پہنچ کر وہاں پہلے سے موجود گرد کے ذرّوں سے مل کر یہ بخارات بادل بن جاتے ہیں۔ جب درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے تو یہ بخارات پھر سے پانی کے قطروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہی پانی کے قطرے بارش کہلاتے ہیں، اگر درجہ حرارت

بہت زیادہ کم ہو جائے تو یہ بخارات برف میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

راجا: بارش کا پانی کہاں جاتا ہے؟

ماں: بارش کا پانی زمین کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔ کچھ ندی، نالوں اور دریاؤں سے بہتے ہوئے سمندروں میں پہنچ جاتا ہے۔ تھوڑا پانی جھیلوں اور تالابوں میں بھی جمع ہوتا ہے۔

خوشبو: برف کہاں جاتی ہے؟

ماں: برف سورج کی گرمی سے پگھل کر پانی کی شکل اختیار کرتی ہے جب کہ زیادہ تر برف جو اونچے اور ٹھنڈے پہاڑوں پر گرتی ہے سالہا سال تک جمی رہتی ہے۔ اس طرح گلیشر وجود میں آتے ہیں یہ گلیشر آہستہ آہستہ پگھلتے رہتے ہیں اور ان کا پانی ندی، نالوں اور دریاؤں میں پانی کی مجموعی سطح کو قائم رکھتا ہے۔

راجا: لیکن ماں اگر دُنیا میں اتنا پانی ہے تو پھر ہمارے یہاں پانی کی قلّت کیوں ہے؟

ماں: ماحولیاتی آلودگی اور عالمی حرارت Global warming کی وجہ سے بارشیں کم ہوتی ہیں۔ جس سے زیرِ زمین پانی کی سطح کم ہوتی جا رہی ہے اسی لیے پانی کی قلت ہے۔

خوشبو: ماں ندی، نالوں، جھیلوں اور دریاؤں میں بھی تو بہت پانی ہے

ماں: پانی تو ہے لیکن اب وہ آلودگی کی وجہ سے استعمال کے قابل نہیں رہا

راجا: پانی کو بچانے کے لیے کیا کِیا جا سکتا ہے؟

ماں: زیادہ سے زیادہ درخت لگانا، جنگلوں کی حفاظت کرنا، پانی کو آلودگی سے بچانا، بارش کے پانی سنبھالنا۔ یہ کچھ اہم اقدامات ہیں۔
پانی کی ایک ایک بوند قیمتی ہے۔ اس لیے ہمیں ہر حال میں اس کی حفاظت کرنی چاہیے۔

خوشبو: ماں اب ہم کبھی بھی بارش کو بُرا نہیں کہیں گے اور پانی کو آلودہ نہیں کریں گے۔

۱۔ پڑھیے اور سمجھیے

موسلا دھار	:	تیز بارش
قلّت	:	کمی
جذب کرنا	:	پانی کا مٹی میں سما جانا
گلیشر	:	(Glacier) برف کی چٹان
آلودگی	:	گندگی ۔ ناپاکی
بعض	:	چند

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ راجا اور خوشبو نے بارش کو بُرا بھلا کیوں کہا؟

☆ پانی کے کیا کیا فائدے ہیں؟

☆ بارش کیسے بنتی ہے؟

☆ گلیشر کیسے بنتا ہے؟

☆ پانی کو کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

۳۔ نوٹ بک پر لکھیے

جنگلوں کی حفاظت کرنی چاہیے ۔ زیادہ سے زیادہ درخت لگانے چاہیے ۔ پانی کو آلودہ

نہیں کرنا چاہیے۔ بارش کے پانی کو بچا کر رکھنا چاہیے۔ پانی اُبال کر پینا چاہیے۔

۴۔ مثال دیکھ کر الفاظ بنائیے

مثال	بے	+	صبر	=	بے صبر
	بے	+	قدر	=	
	بے	+	خبر	=	
	بے	+	اثر	=	
	بے	+	خطر	=	

۵۔ مثال دیکھ کر الفاظ بنائیے

مثال	بادل	بادلوں
	چاول	
	خبر	
	لہر	
	نہر	
	کوشش	

عقل مند مچھیرا

کردار:

بادشاہ سلامت، وزیر ، دَاروغہ، مچھیرا، دربان ، سپاہی اور جلاد

(پردہ اٹھتا ہے)

بادشاہ سلامت: وزیر ! دعوت کا سارا انتظام ٹھیک ہے نا؟

وزیر : جہاں پناہ! تقریباً سب ٹھیک ہے بس دعوت کے لیے مچھلیاں نہیں مل سکی، دو دن سے سمندر میں سخت طوفان آیا ہوا ہے، ایک بھی مچھلی نہیں پکڑی جا سکی۔

بادشاہ سلامت: (افسوس کے لہجے میں) یعنی شاہی دعوت اور بغیر مچھلی کے؟ لوگ کیا کہیں گے؟ ذرا سوچیے تو جس دعوت میں مچھلی نہ ہو وہ بھی کوئی دعوت ہوئی ؟ دانا وزیر کچھ کیجیے۔ مچھلی ضرور ہونی چاہیے۔

وزیر : عالم پناہ! میں نے چاروں طرف سپاہیوں کو بھیجا ہے اور اعلان بھی کرا دیا ہے کہ جو بھی شاہی دعوت کے لیے عمدہ اور تازہ مچھلی لائے گا۔ منہ مانگا انعام پائے گا مگر اب تک کوئی نہیں آیا۔

بادشاہ سلامت: کیا ساری مچھلیاں سمندر کی تہہ میں چھپ گئیں ہیں؟ کیا مچھلیوں کو خبر ہوگئی ہے کہ مابدولت کے یہاں دعوت ہونے والی ہے ...... اور اُن کو لقمہ بنایا جائے گا۔

وزیر : ہوسکتا ہے جہاں پناہ کا خیال درست ہو انسان بعض باتوں میں مچھلیوں سے پیچھے ہے، مثلاً مچھلیاں انسانوں سے بہتر تیرنا جانتی ہیں۔

بادشاہ سلامت: افسوس! بادشاہ ہوکر میں مچھلیاں حاصل نہیں کرسکتا۔ بغیر مچھلیوں کے دعوت بھی کوئی دعوت ہوتی ہے۔

(داروغہ اندر داخل ہوتا ہے اور آداب بجالاتا ہے)۔

داروغہ: عالم پناہ! ابھی ابھی ایک مچھیرا تازہ اور سنہری مچھلی لے کر حاضر ہوا ہے۔ کیا اُسے آپ کی خدمت میں حاضر کیا جائے؟

بادشاہ سلامت: (خوش ہوکر) ضرور ضرور فوراً حاضر کرو۔ اگر یہ مچھیرے نہ ہوتے تو بادشاہوں کے دسترخوان تک مچھلیاں کیسے پہنچ پاتیں۔

وزیر : عالم پناہ درست فرماتے ہیں۔ مچھیرے بہت محنتی ہوتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو شاہی دسترخواں بے کار ہے۔

(مچھیرا سر پر ایک ٹوکری رکھے داخل ہوتا ہے۔ ساتھ میں داروغہ ہے مچھیرا ٹوکری اُتار کر بادشاہ کے سامنے رکھ دیتا ہے زمین چومتا ہے اور پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوجاتا ہے)۔

بادشاہ سلامت: (سنہری مچھلی دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہوئے)

واہ میاں مچھیرے خوب موٹی تازی اور عمدہ مچھلی لائے ہو۔

بادشاہ سلامت بہت خوش ہوئے، بولو اِس کی کیا قیمت مانگتے ہو؟

مچھیرا: ان داتا، جان کی امان پاؤں۔

بادشاہ سلامت: تم ذرا بھی نہ گھبراؤ .... جو بھی قیمت مانگو گے، ملے گی ....

ہم جو کچھ زبان سے کہتے ہیں، اُس کو ضرور پورا کرتے ہیں۔ بولو

.... کیا مانگتے ہو؟

مچھیرا: اَن داتا .... اس مچھلی کی قیمت صرف سو کوڑے!

(بادشاہ، وزیر اور داروغہ حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگتے ہیں)

بادشاہ سلامت: میاں مچھیرے! تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے نا؟

وزیر : عالم پناہ! معلوم ہوتا ہے آپ کے رعب اور خوف کے مارے بے چارے کی عقل ماری گئی ہے۔

مچھیرا: خطا معاف۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ میں سو کوڑے سے ایک بھی کم نہ کروں گا۔ ابھی ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ بادشاہ جو کچھ کہتا ہے وہ پورا کرتا ہے۔ بس اَن داتا، میری پیٹھ پر کوڑے لگانے کا حکم دیجیے۔

بادشاہ سلامت: یہ تو عجیب آدمی ہے۔ بہرحال ہم کو اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔ جلاد کو حاضر کیا جائے .... مگر کوڑے بہت دھیرے دھیرے لگائے جائیں تاکہ مچھیرے کو چوٹ نہ لگے۔

وزیر : (داروغہ سے) جلاد کو حاضر کیا جائے۔

(داروغہ چلا جاتا ہے اور جلد ہی جلاد کے ساتھ واپس آتا ہے۔ جلاد کے ہاتھ میں

دی جموں وکشمیر اسٹیٹ بورڈ آف اسکول ایجوکیشن

ایک کوڑا ہے)

بادشاہ سلامت: اس مچھیرے کی پیٹھ پر سو کوڑے لگائے جائیں۔

(جلاد دھیرے دھیرے کوڑے مچھیرے کی پیٹھ پر مارتا ہے اور گِنتا جاتا ہے)۔ ایک

دو.................... دس .... بیس .... تیس ....

چالیس.................... پچاس.......................)

مچھیرا: بھائی جلاد! ذرا ٹھہرو۔ میرا ایک اور ساتھی ہے۔ باقی کے کوڑے اس کے حصے کے ہیں۔

بادشاہ سلامت: (مسکراتے ہوئے) اچھا! کیا اس دنیا میں تم جیسا کوئی دوسرا بیوقوف

بھی موجود ہے۔ کون ہے وہ؟ کہاں ہے؟ حاضر کرو تا کہ اس کا حصہ جلد دیا جائے۔

مچھیرا: اَن داتا! وہ کوئی دوسرا نہیں ہے۔ وہ آپ کے محل کا دربان ہے۔

بادشاہ سلامت: (حیرت سے) میرے محل کا دربان! .... وہ کیسے؟

مچھیرا: عالی جاہ! بات یہ تھی کہ دربان مجھ کو اندر آنے ہی نہیں دیتا تھا جب تک کہ اُس نے مجھ سے وعدہ نہ لے لیا کہ جو بھی اس مچھلی کی قیمت مجھ کو ملے گی، اُس میں آدھا اس کا حصہ ہوگا۔

بادشاہ سلامت: دربان کو ہمارے حضور میں فوراً حاضر کیا جائے۔

(دربان کو چند سپاہی پکڑ کر لاتے ہیں۔ دربان خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہا ہے)۔

بادشاہ سلامت: بے ایمان اور رشوت خور دَربان کی پیٹھ پر پچاس کوڑے گِس کر لگائے جائیں اور اس کو نوکری سے نکال دیا جائے۔

(مچھیرے سے مخاطب ہوکر) ہم تمہاری عقل مندی سے بہت خوش ہوئے۔

وزیر! میاں مچھیرے کو اشرفیوں کی تھیلی انعام میں دی جائے۔

(مچھیرا زمین چومتا ہے)

(پردہ گرتا ہے)

ا۔ پڑھیے اور سمجھیے

جہاں پناہ	:	جس کی پناہ میں دُنیا ہو، بادشاہ
عمدہ	:	اچھا، خوب، لذیذ
منہ مانگا	:	خواہش کے مطابق، جیسا منہ سے کہا ہو
اعلان	:	حکم جاری کرنا
داروغہ	:	محافظ، ملازموں کا سردار
مچھیرا	:	مچھلیاں پکڑنے والا
دُرست	:	ٹھیک، صحیح
اَن داتا	:	روٹی دینے والا، مالک۔
جان کی امان	:	جان بخشی، نجات، معافی
خطا	:	غلطی، قصور
عقل ماری جانا	:	ناسمجھی کی باتیں کرنا
دھیرے دھیرے	:	آہستہ آہستہ
جلّاد	:	کوڑے مارنے والا، پھانسی پر چڑھانے والا سپاہی
دربان	:	دروازے پر پہرہ دینے والا
عالی جاہ	:	بڑا رتبے والا

۲۔ سوچیے اور بتائیے:

☆ بادشاہ سلامت مچھلی کے لیے کیوں پریشان تھے؟

☆ مچھیرے نے مچھلی کی کیا قیمت مانگی؟

☆ دربان کو پچاس کوڑے لگانے کا حکم کیوں ہوا؟

☆ اس ڈرامے میں جو کہانی پیش ہوئی ہے اس سے کیا سبق ملتا ہے؟

☆ اس ڈرامے میں کُل کتنے کردار ہیں؟ اُن کے نام لیجیے۔

۳۔ یہ ڈراما اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلیے

۴۔ نیچے دیے ہوئے الفاظ سے جملوں کو مکمل کیجیے

دھیرے دھیرے ، دربان ، تہہ ، تیرنا

☆ کیا ساری مچھلیاں سمندر کی .... میں چھپ گئیں ہیں؟

☆ مچھلیاں انسانوں سے بہتر .... جانتی ہیں۔

☆ جلّاد ....کوڑے مچھیرے کی پیٹھ پر مارتا ہے۔

☆ .... مجھ کو اندر آنے نہیں دیتا تھا۔

۵۔ بتائیے:

☆ دربان اچھا آدمی تھا یا بُرا؟

☆ مچھیرا بے وقوف تھا یا عقل مند؟

۶۔ لاحقے لگا کر نئے الفاظ بنائیے ؟

	لاحقے	+	الفاظ	=	نئے الفاظ
مثال:	بے	+	جان	=	بے جان
	بے	+	ایمان	=	
	بے	+	کار	=	
	بے	+	زار	=	
	بے	+	شُمار	=	
	بے	+	قرار	=	

سماں | بھاتا | حال کھلنا | اکھڑپن | آنچ

بچّہ اور جگنو

سناؤں تمھیں بات اک رات کی   کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی
چمکنے سے جگنو کے تھا یہ سماں   ہوا میں اُڑیں جیسے چنگاریاں
پڑی ایک بچے کی اُن پر نظر   پکڑ ہی لیا ایک کو دوڑ کر
چمک دار کیڑا جو بھایا اُسے   تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھپایا اُسے
وہ جھم جھم چمکتا اِدھر سے اُدھر   پھرا، کوئی رستہ نہ پایا مگر
تو غمگین قیدی نے کی التجا   کہ چھوٹے شکاری مجھے کر رہا
خدا کے لیے چھوڑ دے چھوڑ دے   مری قید کے جال کو توڑ دے

بچّہ

کروں گا نہ آزاد، اس وقت تک — کہ میں دیکھ لوں دن میں تیری چمک

جگنو

چمک میری دن میں نہ دیکھو گے تم — اُجالے میں ہو جائے گی وہ تو گُم

بچّہ

اَرے چھوٹے کیڑے نہ دے دم مجھے — کہ ہے واقفیت ابھی کم مجھے
اُجالے میں دن کے کھلے گا یہ حال — کہ اتنے سے کیڑے میں ہے کیا کمال
دُھواں ہے، نہ شعلہ، نہ گرمی، نہ آنچ — چمکنے کی تیرے کروں گا میں جانچ

جگنو

یہ قدرت کی کاری گری ہے جناب — کہ ذرّے کو چمکائے جوں آفتاب
مجھے دی ہے اس واسطے یہ چمک — کہ تم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹھِٹک
نہ اَلّھڑ پنے سے کرو پائمال — سنبھل کر چلو آدمی کی سی چال!

(اسمٰعیل میرٹھی)

۱۔ پڑھیے اور سمجھیے

برسات : بارش کا موسم

سماں : منظر

بھانا : پسند آنا

اِلتجا : درخواست، گزارش

رِہا کرنا : آزاد کرنا

دَم دینا : دھوکہ دینا

واقفیت : جان کاری، جان پہچان

حال کھُلنا : ظاہر ہونا

شعلہ : آگ کی لپٹ

آنچ : گرمی، شعلہ، تاؤ

جانچ کرنا : پرکھنا

اُلھڑ پن : بھولا پن، نادانی

پائمال (پامال) : روندھا ہوا، برباد

۲۔ سوچیے اور بتائیے

☆ جگنو کے چمکنے سے کیسا سماں نظر آ رہا تھا؟

☆ بچّے نے جگنو کو دیکھتے ہی کیا کیا؟

☆ بچّے سے جُگنو نے کیا اِلتجا کی؟

☆ بچّہ جُگنو کو کیوں آزاد کرنا نہیں چاہتا تھا؟

☆ تو غمگین قیدی نے کی التجا   کہ چھوٹے شکاری مجھے کر رہا
اس شعر میں غمگین قیدی کسے کہا گیا ہے؟

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی ضد لکھیے

	لفظ	ضد
مثال:	اُجالا	اندھیرا
	دن	
	گرمی	
	کم	
	دور	
	آج	

۴۔ مثال دیکھ کر نئے الفاظ بنائیے اور اُن کے معانی لکھیے

مثال:	چمک	+	دار	=	چمکدار	=	چمک رکھنے والا
	مال	+	دار	=		=	
	شان	+	دار	=		=	
	پھل	+	دار	=		=	
	جان	+	دار	=		=	

۵۔ نوٹ بک پر لکھیے

ایک تھا بچہ۔ اُس نے ایک جگنو پکڑ لیا۔ جگنو بولا، مجھے آزاد کر۔ بچے نے کہا، میں نہیں چھوڑوں گا۔ مجھے دیکھنے دے کہ تم میں یہ چمک کہاں سے آئی۔ جگنو بولا، نادان، یہ اللہ کی کاری گری ہے۔ میں ایک ذرّہ ہوں۔ اللہ نے مجھے چمک دی۔ مجھے برباد مت کر۔ اچھے انسانوں کی طرح سلوک کراور مجھے چھوڑ دے۔ بچے نے جگنو کو آزاد کردیا۔